ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جمادی الاوّل ۱۴۲۶ھ — 7 — جولائی 2005ء

مجلس احرارِ اسلام

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے 75 سال

سچ کہوں تو زباں کٹتی ہے

نیشنل سیکورٹی کونسل اور متحدہ مجلس عمل

مرزا صاحب اور حدیث

گدھے پر ریشم کی چادر

قادیانیت کا مستقبل

مفتی عتیق الرحمن اور مولانا ارشاد الحق کی شہادت

پاکستان مزید تجربات کا متحمل نہیں

نورِ ہدایت

القرآن

’’(اُن سے) پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار کون پیدا کرتا ہے اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے؟ جھٹ کہہ دیں گے کہ خدا۔ تو کہہ دو پھر تم (خدا سے) ڈرتے کیوں نہیں ○ یہی خدا تو تمہارا پروردگار برحق ہے اور حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد گمراہی کے سوا ہے ہی کیا؟ تو تم کہاں پھرے جاتے ہو○‘‘

(سورۃ: یونس۔ آیت: ۳۱، ۳۲)

الحدیث

’حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (بیٹھے ہوئے) دو آدمیوں کو چھینک آئی تو آپ ﷺ نے ایک کو ’’یَرْحَمُکَ اللّٰہ‘‘ کہہ کر دعا دی اور دوسرے کو آپ نے ’’یَرْحَمُکَ اللّٰہ‘‘ نہیں کہا تو اس دوسرے آدمی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اس کو ’’یَرْحَمُکَ اللّٰہ‘‘ کہہ کر دعا دی اور مجھے یہ دعا نہیں دی‘ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہ‘‘ کہا اور تم نے نہیں کہا (اس لیے خود تم نے ’’یَرْحَمُکَ اللّٰہ‘‘ کا حق کھو دیا۔‘‘ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

الآثار

’’بے دین لیڈروں کے بوٹ چاٹو گے تو اپنی شناخت ختم کر بیٹھو گے۔ میں ایسے مولوی کو مولوی نہیں سمجھتا۔ اپنی اداء پر رہو، اپنے باپ دادا اور استاد کے نقشِ قدم پر رہو، اپنی جھونپڑی کو نہ بھولو، لوگوں کے محلات دیکھ کر پاگل نہ ہو جاؤ، میں اب بھی اپنے کمرے میں زمین پر سوتا ہوں۔ مخملی گدوں کا لطف جانتا ہوں، قالینوں پر جوتوں سمیت چلنا مجھے بھی آتا ہے۔ حرام کی آمدنی سے پلاؤ کی پکی ہوئی دیگ مَیں بھی کھا سکتا ہوں۔ بڑے بڑے بے دین لیڈروں کی طرف سے ’’ویلکم‘‘ ’’مرحبا‘‘ کی آوازیں میں بھی سن سکتا ہوں ...... مگر میں اپنے ضمیر کو اور باپ کے خون کو کہاں لے جاؤں۔‘‘

(اقتباس خطاب: جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ)

(جامع مسجد عثمان محلّہ رحیم آباد خان پور۔ ۲۷ رنومبر ۱۹۸۵ء)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 16 شمارہ 7 جمادی الاول ۱۴۲۶ھ جولائی 2005ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بنیاد

سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات	اداریہ	مدیر	02
دین و دانش	درسِ قرآن	محمد احمد حافظ	04
"	رحمۃ اللعالمین ﷺ کے والدین جنتی ہیں (پہلی قسط)	مولانا عبدالخالق ملتانی	07
شاعری:	عنایات (سید یونس الحسنی) نعت (ابوسفیان تائب) غزل (سید عطاء المحسن بخاریؒ) پاک بھارت دوستی؟ (ابو شراحیل)		13
بازگشت:	سچ کہوں تو زباں کٹتی ہے	سید عطاء المحسن بخاریؒ	17
افکار:	نیشنل سیکورٹی کونسل اور متحدہ مجلس عمل	پروفیسر خالد شبیر احمد	20
"	بدلتے موسم اور ہماری بے خبری	عابد مسعود ڈوگر	23
"	جدید مفسرین، اصلاحِ امت کے نام پر نیا فتنہ	حکیم محمد قاسم	26
"	کتے کی دم	شیخ حبیب الرحمن بٹالوی	30
ردِّ قادیانیت:	مرزا صاحب اور حدیث (پہلی قسط)	شیخ راحیل احمد	33
"	گدھے پر ریشم کی چادر	قیوم قریشی	37
"	قادیانی لیڈروں کا دورۂ مصر نا کام	ادارہ	40
"	قادیانیت کا مستقبل؟	زبیر احمد ظہیر	41
ظلمت سے نور تک:	جرمنی میں ایک اور قادیانی فیملی کا قبول اسلام	شیخ راحیل احمد	43
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	عینک فریکی	44
بزرگوں نے فرمایا:	''خیر الفتاویٰ'' کی روشنی میں	ادارہ	45
اسماء الاطفال:	بچوں اور بچیوں کے نام	ادارہ	48
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب محمود الحسن قریشی، ابوالادیب		52
اخبار الاحرار	مجلس احرار اسلام پاک و ہند کی سرگرمیاں	ادارہ	56
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

ای میل ایڈریس: majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

رفقاء فکر

چودھری ثناء اللہ بھٹہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی، مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زر تعاون سالانہ

اندرون ملک 150 روپے

بیرون ملک 1000 روپے

فی شمارہ 15 روپے

ترسیل زر بنام: نقیب ختم نبوت

اکاؤنٹ نمبر 1-5278

یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

دل کی بات

پاکستان مزید تجربات کا متحمل نہیں

وطن عزیز کے قیام کے ساتھ ہی یہاں تجربات کی بھٹیاں چالو ہوئیں اور تاایں دم یہ بھٹیاں چل رہی ہیں۔ ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں نے گزشتہ اٹھاون سال ملک کی سیاسی، اقتصادی اور معاشی ترقی کے عنوان پر تجربات میں غارت کئے۔ تقریباً پینتیس برس فوجی جنتا حاکم رہی اور باقی عرصہ سیاسی وعبوری حکمرانوں کے حصے میں آیا۔ جنرل محمد ایوب خان، جنرل محمد یحیٰی خان، جنرل محمد ضیاء الحق اور اب جنرل پرویز مشرف نے اپنے اپنے تجربات سے وطن عزیز کی نظریاتی، سیاسی اور اقتصادی جڑیں کھوکھلی کیں تو سیاسی حکمرانوں نے بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ مارشل لاء، بنیادی جمہوریت، عام انتخابات، مجلس شوریٰ، غیر جماعتی عام انتخابات، بلدیاتی انتخابات، خودساختہ اور من پسند سیاسی جماعت کی حکومت، روشن خیالی واعتدال پسندی کا فروغ، افغان اور کشمیر پالیسی پر یوٹرن، پاک بھارت دوستی اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی واپسی وپسپائی اتنے تجربات کے بعد بھی ملک ترقی کے زینے پر کھڑا ہونے کی بجائے تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔

ملک میں مارشل لاء ہوتو سیاسی عمل کی بحالی اور انتخابات کے انعقاد کی جدوجہد شروع ہوجاتی ہے اور سیاسی حکومت ہوتو مارشل لاء کے قیام کی سازشیں پروان چڑھنے لگتی ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے افغانستان کے حوالے سے جس روشن خیالی کو اختیار کیا' اس کے نتیجے میں کرزئی حکومت' پاکستان پر دراندازی اور دہشت گردی کا الزام مسلسل لگا رہی ہے۔ حتیٰ کہ جنرل پرویز نے گزشتہ دنوں یہ بیان دیا کہ افغان حکومت پاکستان پر الزامات کا سلسلہ بند کرے۔ ہم کرزئی حکومت کو مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں۔ مسئلہ کشمیر پر گزشتہ اٹھاون سالہ مؤقف سے دستبرداری کے بعد جناب پرویز نے سات مختلف تجاویز پیش کیں اور یہ بھی کہا کہ ''کشمیر کا حل میرے اور من موہن کے پاس ہے۔ میں ابھی نہیں بتاؤں گا۔'' حریت کانفرنس (انصاری گروپ) کا جو وفد میر واعظ عمر فاروق کی قیادت میں گزشتہ ماہ پاکستان آیا' وہ بھی بغیر کسی نتیجہ کے زبانی جمع خرچ کر کے واپس چلا گیا۔ علی گیلانی اب تک پاکستان کے سابقہ مؤقف ''استصوابِ رائے اور حقِ خودارادیت'' پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ پاکستان کی پارلیمانی کشمیر کمیٹی نے کہا ہے کہ کشمیر پر مختلف حکومتی تجاویز سے ابہام پیدا ہوا ہے۔ ہمیں ''استصواب رائے اور حق خودارادیت'' کے مؤقف پر قائم رہنا چاہیے۔ حکمران مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چودھری شجاعت حسین بھی اسی موقف پر قائم ہیں۔ جنرل صاحب اور ان کی حکومت دونوں کے مؤقف مختلف ہیں۔ بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے سلسلہ میں ۱۴۰' ارکان اسمبلی جن میں وزیر ومشیر بھی شامل ہیں' نے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ ضلعی ناظمین نے اربوں روپے کی کرپشن کی ہے۔ پہلے ان کا احتساب کیا جائے۔ حکومت کا حالیہ بجٹ عوام کش، مزدور شکن اور امراء کے تحفظ پر مبنی ہے۔ صدر و وزیر اعظم کا دعویٰ ہے کہ اس کے مثبت اثرات اور نفع عام آدمی تک پہنچ رہا ہے۔ حقیقتاً عوام پس رہے ہیں اور انہیں مہنگائی کے شکنجے میں مزید جکڑ دیا گیا ہے۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے فروغ اور دہشت گردی کے خاتمے کے عنوان سے جو پالیسیاں اختیار کی گئیں' ان کے نتیجے

میں افغانستان ہمارا دشمن بن گیا، کشمیری ہم سے مایوس ہوگئے، بھارت اپنے ''اٹوٹ انگ'' کے مؤقف پر بدستور قائم ہے۔ امریکی فرماں برداری میں شرمناک حدتک جانے کی وجہ سے ملکی سلامتی غیر محفوظ اور نظریاتی حیثیت مجروح ہوچکی ہے۔ پاکستان کو امریکہ کا غلام بے دام بنادیا گیا ہے۔ ابھی مزید تجربات جاری ہیں اور نہ جانے یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔ حکمران اتنے جری ہوچکے ہیں کہ امریکہ اور بھارت کے مقابلہ کی ہمت تو نہیں رکھتے مگر اللہ تعالیٰ کے مقابلے کے لیے مستعد وسرگرم ہیں۔ اے کاش! انہیں خیال آجائے کہ ربّ ذوالجلال کی پکڑ بہت شدید ہے۔ اس کے غضب کا شکار ہوگئے تو امریکہ بچاسکے گا نہ کوئی اور۔ خدارا! ملک کو مزید تجربات کی سان پر نہ چڑھائیں۔ وطن عزیز اب اس کا متحمل نہیں۔ اللہ سے بغاوت کا راستہ چھوڑ کر اللہ کی اطاعت کا راستہ اختیار کرنے سے ہی ملک اور قوم کو سلامتی، فلاح اور ترقی حاصل ہوسکتی ہے۔

مفتی عتیق الرحمٰن اور مولانا ارشادالحق کی شہادت:

جمعرات ۲۳ جون کو کراچی میں ممتاز عالم دین اور جامعہ بنوریہ کے استاذ الحدیث مفتی عتیق الرحمٰن صاحب نامعلوم دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہوگئے جبکہ ان کا نوسالہ بیٹا حماد اور دوست مولانا ارشادالحق شدید زخمی ہوئے۔ اگلے روز مولانا ارشادالحق بھی آخرت کو سدھار گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سانحہ پاکستان میں علماء حق کے قتل کی مستقل اور منظم منصوبہ بندی اور سازش کا حصہ ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ دہشت گردی کے خاتمے کی دعوے دار حکومت اس قتل وغارت گری پر خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ مفتی عتیق الرحمٰن اور مولانا ارشادالحق تو اپنے پیش رو شہداء سے جاملے مگر ان کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا' وہ پر ہونا مشکل ہے اور دینی حلقوں کو جو صدمہ اور زخم لگا ہے' اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ مفتی صاحب ایک متبحر عالم دین، مؤثر خطیب، کالم نگار اور کامیاب معلم ومدرس تھے۔ وہ اتحاد امت کے فروغ اور فرقہ واریت کے خاتمے کے علم بردار تھے۔ انہیں راستے سے ہٹا کر دشمنوں نے ملک وقوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اگر دہشت گرد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ علماء کو قتل کرکے اسلام کی تعلیم وتبلیغ کا راستہ بند کردیں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔ اسلام انہی شہیدوں کے خون کی برکت سے بڑھتا، پھیلتا اور پھولتا رہے گا اور علماء اسلام پوری جرأت واستقامت کے ساتھ تبلیغ اسلام کا مشن جاری رکھیں گے۔ کسی بھی حکومت نے آج تک علماء کے قاتلوں کو سزا نہیں دی۔ اب بھی حکمران بیان بازی کرکے عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی مذموم سعی کررہے ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ مفتی عتیق الرحمٰن اور مولانا ارشادالحق کے قاتلوں کو گرفتار کرکے عبرتناک سزا دی جائے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے اپنی جماعت کے تمام رفقاء کی طرف سے شہداء کے پسماندگان خصوصاً مولانا عبدالشکور مدظلہ، مولانا عبدالرحمٰن اور جامعہ بنوریہ کے مہتمم مفتی محمد نعیم صاحب سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم اس صدمے میں آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ نیز مفتی صاحب شہید کے فرزند عزیزم حماد کی صحت وسلامتی کے لیے دعا گو ہیں۔

درس قرآن

محمد احمد حافظ

یہود ونصاریٰ اور گھٹیا لوگوں کو اپنا بھیدی مت بناؤ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ O (آل عمران ۱۱۸)

''اے ایمان والو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا راز دار نہ بنانا، یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے۔ اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دیں ہیں''۔

وجہِ نزول

آیت بالا میں اہل ایمان کو ایک خاص معاشرتی حکم دیا گیا ہے جس میں ان کے اجتماعی مفاد کا راز مضمر ہے اور جس کی خلاف ورزی مسلمانوں کو کسی بھی بڑے نقصان سے دوچار کر سکتی ہے۔ اس آیت کا وجہ نزول یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں جو یہودی آباد تھے، ان کے ساتھ اوس وخزرج کے لوگوں کی قدیم زمانہ سے دوستی چلی آتی تھی، انفرادی طور پر بھی ان قبیلوں کے افراد ان افراد سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ یہ تعلقات کسی نہ کسی حد تک اوس وخزرج کے مسلمان ہونے کے بعد بھی برقرار رہے اور مسلمان اسی خلوص ومودّت کے ساتھ یہودیوں سے ملتے رہے۔ لیکن یہودیوں کو آنحضرت ﷺ سے جو بغض وعداوت تھی اس بنا پر وہ کسی ایسے شخص سے مخلصانہ تعلق قائم رکھنے کے لیے تیار نہ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو چکا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی منافقانہ روش سے مسلمانوں کو محتاط رہنے کی ہدایت فرما دی۔

آیت کا مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ احتیاط کا یہ حکم محض یہود کے لیے نہیں بلکہ مؤمنین کے علاوہ دیگر تمام کفار ومشرکین کے متعلق ہے۔ آیت میں **بطانة من دونكم** کہا گیا ہے **بطانة** کے معنیٰ ہیں ولی، دوست، راز داں، بھیدی۔ صاحب لسان العرب نے لکھا ہے کہ ''**بطانة الرجل**'' کسی شخص کے ولی اور راز دار دوست اور اس کے معاملات میں دخیل کو کہا جاتا ہے۔ جس سے وہ اپنے معاملات میں مشورہ لے۔ اصفہانی نے مفردات القرآن میں اور امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں یہی معنیٰ بیان کئے ہیں۔ دُوْن کا معنیٰ ادنیٰ ہے یعنی گھٹیا اور کم تر درجے کے لوگ، مطلب کہ مسلمان برتر لوگ ہیں جبکہ اللہ و رسول ﷺ کے منکر، محروم ایمان ہونے کی وجہ سے گھٹیا اور کم درجے کے لوگ ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر

مظہری میں ان گھٹیا لوگوں میں رافضیوں، خارجیوں اور اہل بدعت کو بھی شمار کیا ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو احساس برتری دلانے کے ساتھ ساتھ بتایا گیا ہے کہ ان کے علاوہ جو لوگ ہیں وہ کم تر درجے کے لوگ ہیں اس لیے ان کے ساتھ محبت، دوستی اور معاملات کا تعلق مت رکھیں۔

یہاں سمجھنے کی بات ہے کہ اسلام نے اپنی عالم گیر رحمت کے سائے میں جہاں مسلمانوں کو غیر مسلم پڑوسیوں کے ساتھ ہم دردی کا حکم دیا اور کافر ذمیوں کو بھی حقوق عطا کئے ہیں وہیں عین حکمت کے مطابق مسلمانوں کی اپنی تنظیم و معاشرت کی حفاظت اور ان کے مخصوص شعائر کی حفاظت کے لئے یہ احکام بھی صادر فرمائے کہ قانونِ اسلام کے منکروں اور باغیوں سے تعلقات ایک خاص حد سے آگے نہ بڑھیں۔ اس کی وجہ بھی بیان فرمادی ''لا یألونکم خبالاً'' کہ وہ تمہاری خرابی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے بلکہ ہمہ وقت مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور منصوبوں میں سرگرم رہتے ہیں۔ اس لیے کہ کفر کا خاصہ ہی یہ ہے کہ وہ انہیں مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا رہتا ہے۔ چنانچہ کفار کی خوشی اسی بات پر ہوتی ہے کہ مسلمان تنگی، تکلیف اور مصیبت سے دوچار رہیں۔ کفار کی دشمنی چھپائے چھپتی نہیں بلکہ بہانے بہانے سے ظاہر ہوتی رہتی ہے، اللہ تعالیٰ نے مزید فرمادیا ہے کہ یہ تو ان کے ظاہر کا حال ہے مگر انکے سینوں میں مسلمانوں کے خلاف جو لاوا بھڑک رہے ہیں وہ تو اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

ایک طرف تو یہ قرآنی احکام ہیں دوسری طرف آج کے دور میں بحیثیت مجموعی ہم لوگ کفار و مشرکین کے ساتھ ولاء و محبت کے جو مظاہرے کر رہے ہیں وہ بھی کم نہیں۔ ہم ذرا مختلف خطوں میں اپنے زوال کی تاریخ پڑھیں، اپنی ذلت و رسوائی، نکبت و ادبار کی داستانیں ملاحظہ کریں تو واضح نظر آئے گا کہ کفار کو اپنا دوست بنانا تو ایک طرف وہ لوگ ہمارے معاملات میں مکمل دخیل نظر آتے ہیں۔ آج ہماری حیاتِ اجتماعی کا کون سا شعبہ ہے جہاں اغیار کا تسلط قائم نہیں، کون سا دائرہ کار ہے جہاں کفار کے پنجے ثبت نہ ہوں......؟ یہ صورت حال اس لئے پیدا ہوئی کہ ہم نے اپنے معاملات میں کفار پر بھروسہ کیا، انہیں آگے بڑھنے کی شہ دی اور اپنے معاملات میں انہیں شریک سفر کیا، امام عادل و برحق سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ '' ایک غیر مسلم لڑکا ہے جو بڑا اچھا کاتب ہے اس کو آپ منشی مقرر فرمالیں۔'' آپ نے جواب میں کہا:

قد اتخدت اذاً بطانة من المؤ منین ؟

مطلب '' کیا میں مسلمانوں کو چھوڑ کر اسے اپنا ہم راز بنالوں؟'' (جو نصِ قرآنی کے خلاف ہے) امام قرطبی اندلسی رحمہ اللہ جو پانچویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم و مفسر ہیں انہوں نے جب اپنے زمانے کے مسلمانوں کا چلن دیکھا اور اس نص قرآنی کی واضح خلاف ورزی کو ملاحظہ کیا تو نہایت درد و حسرت سے لکھا:

> ''اس زمانہ میں حالات میں ایسا انقلاب آیا کہ یہود و نصاریٰ کو راز دار و امین بنالیا گیا ہے اور اس طرح وہ جاہل اغنیاء و امراء پر مسلط ہوگئے ہیں۔''

یقیناً امام قرطبی رحمہ اللہ کے الفاظ میں ایک انتباہ پوشید تھا کہ اگر یہی صورت حال رہی تو مسلمانوں کو لے ڈوبے

گی۔ چنانچہ اسی طرزِ عمل کا نتیجہ تھا کہ عالم اسلام کو سقوطِ اندلس کا دن دیکھنا پڑا۔ یہ تو صدیوں پہلے امام قرطبی کا تجزیہ تھا اور اس کا نتیجہ بھی ظاہر ہو گیا، آج جو ہم زمانۂ نبوت سے صدیوں کے فاصلے پر ہیں ان حالات کا دیکھتی آنکھوں روز مشاہدہ کر رہے ہیں۔ آج ہمارا اجتماعی رویہ کیا ہے؟ ہم پر کیا بیت رہی ہے؟ بہت کچھ سوچنے کا مقام ہے۔

مشہور مفسر ابن کثیر رحمہ اللہ نے درج بالا آیت کے تحت ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا تستضیؤ اِبنَارِ المشرکین ''(مشرکین کی آگ سے روشنی مت حاصل کرو)

آگے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے اس کا معنی بیان کیا ہے کہ ''ان کے گھروں کے قریب اپنے گھر مت بناؤ، بلکہ دوری اختیار کرو اور ان کے شہروں سے ہجرت کر کے بلاد اسلامیہ میں سکونت اختیار کرو'' شاید آج کے متمدن دور میں اس حدیث کا صحیح مصداق سمجھنے میں دقت ہو۔ دراصل پہلے زمانے میں اور اب بھی جہاں جدید وسائل و آلات اور بجلی نہیں پہنچ پائی وہاں کے باشندے بسا اوقات اپنے گھر کا چولہا یا چراغ جلانے کے لئے پڑوس کے ہاں جلتے چولہے یا چراغ سے آگ حاصل کر لیا کرتے تھے تا کہ اپنے گھر کا چولہا یا چراغ روشن کر سکیں۔ آگ حاصل کرنے کے لئے دوسرے گھر کا آنا جانا لازم ہے تو اگر پڑوسی کافر و مشرک ہوں گے تو ان کے گھر بھی برابر آنا جانا لگا رہے گا۔ جس سے آپس کے تعلقات بڑھیں گے، محبت و الفت پیدا ہو گی اور اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ بعض اوقات زبان سے ایسی بات نکلے گی جو کفار کے مفاد میں اور مسلمانوں کے نقصان میں ہو گی۔ مسلمانوں کا یہ نقصان انفرادی بھی ہو سکتا ہے اور اجتماعی بھی اسلئے ایسے نقصان سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ کفار سے ہر طرح دوری اختیار کی جائے، چنانچہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ایک اور حدیث نقل کی ہے:

''من جامع المشرک أو سکن معه فهو مثله ''

''کہ جو شخص کسی مشرک کے ساتھ کسی معاملے میں شریک ہوا یا اس کے ساتھ سکونت اختیار کی تو وہ اسی جیسا ہے''

اس حدیث پر غور فرمایئے اور آج کے مسلمان کا رویہ ملاحظہ کیجئے جو ہمہ وقت اس فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح اسے امریکا، برطانیہ، ناروے یا فرانس کا ویزا مل جائے اور وہ ڈھیر سارے ڈالر کمائے۔ حالانکہ یہ تمام ممالک دارالکفر اور دارالمعصیت ہیں جہاں اپنے ایمان کو محفوظ رکھنا ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے، بہر حال قرآن و حدیث ہمارے لئے بہت بڑی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے احکام کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الهدایه

- آیت بالا میں کفار کی دوستی اور ان کے ساتھ مشاورت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔
- آیت میں مسلمانوں کی کفار پر فضیلت بتائی گئی ہے اور کفار کو گھٹیا، کم تر بتایا گیا ہے۔
- کفار کی نفسیات بیان کی گئی ہیں کہ وہ کس طرح مسلمانوں میں فساد ڈلوانے اور انہیں نقصان پہنچانے کے متمنی رہتے ہیں۔

مولانا عبدالخالق ملتانی رحمہ اللہ

رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِيْنَ ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں

سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین ﷺ کے والدین شریفین رضی اللہ عنھما کی نجات کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں۔قولِ اوّل ناجی ہیں۔قولِ دوم غیر ناجی ہیں۔قولِ سوم توقف وسکوت۔(مرقاۃ المفاتیح ص۲۰۵ ج۴ وبذل المجہود ص۲۱۴ ج۵ وفتح الملہم ص۵۱۰ ج۲)۔لیکن پہلا قول راجح ہے جیسا کہ زیرِ نظر مضمون میں مذکورہ دلائل سے واضح ہے۔اس رسالہ کے مولف جامع المعقول والمنقول بحر العلوم محدث وفقیہ حضرت مولانا عبدالخالق ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔مولانا موصوف موضع جھنڈیر احمد پور سیال (ضلع جھنگ) کے رہنے والے اور حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے نامور تلامذہ میں سے تھے تقسیم ہند سے قبل دارالعلوم دیوبند میں مدرس رہے۔تقسیم کے بعد جامعہ عباسیہ بہاولپور میں بھی مدرس رہے۔پھر جامعہ قاسم العلوم ملتان میں شیخ الحدیث رہے۔اس کے بعد دارالعلوم کبیر والہ کی بنیاد رکھی اور تا حیات اس کے مہتمم، صدر مدرس وشیخ الحدیث رہے۔۱۳۸۶ھ میں وفات پائی اور دارالعلوم کبیر والہ میں آسودۂ خواب ہیں۔رَحِمَہُ اللہ تعالیٰ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً۔مولانا کا یہ تحقیقی مضمون ایک رسالہ کی شکل میں شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد مدظلہٗ نے مکتبہ حقانیہ ملتان سے شائع کیا جسے قارئین کے استفادہ کے لیے ذیل میں شائع کیا جارہا ہے۔(ادارہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَحَبِيْبِهٖ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَOاَمَّابَعْدُ

سوال: کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین شریفین ناجی ہیں یا غیر ناجی؟

جواب: ناجی ہیں اس بارے میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے چھے رسالے لکھے ہیں۔

(۱) سَالِكُ الْحُنَفَاءِ فِیْ وَالِدَیِ الْمُصْطَفٰی.

(۲) اَلدَّرَجُ الْمُنِيْفَةُ فِیَ الْآبَاءِ الشَّرِيْفَةِ .

(۳) اَلْمُقَامَةُ السُّنْدُسِيَّةُ فِی النِّسْبَةِ الْمُصْطَفَوِيَّةِ.

(۴) اَلتَّعْظِيْمُ وَالْمَنَّةُ فِیْ اَنَّ اَبَوَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّةِ.

(۵) نَشْرُ الْعَلَمَيْنِ الْمُنِيْفَيْنِ فِی الْاَبَوَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ .

(۶) اَلسُّبُلُ الْجُلِیَّةُ فِی الْاٰبَاءِ الْعُلِیَّةِ.

پہلے رسالے کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین شریفین ناجی ہیں۔امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

صَرَّحَ بِذٰلِکَ جَمْعٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَلَهُمْ فِیْ تَقْرِیْرِ ذٰلِکَ مَسَالِکُ.

یعنی علماء کی ایک جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کے والدین شریفین ناجی ہیں اوران کے اس کے اثبات میں کئی مسلک ہیں۔

پہلا مسلک

یہ ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کی بعثت سے پہلے ان کی وفات ہوئی ہے اور رسول کی بعثت سے پہلے کسی کو عذاب نہیں ہوا کرتا لقولہ تعالیٰ:

(۱)وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (بنی اسرائیل ، ۱۵)

ترجمہ: ہم کسی کو عذاب نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیجیں۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں ائمہ اہل سنت نے بالاتفاق اس آیت سے استدلال کیا ہے۔اس پر کہ بعثت رسول علیہ السلام سے پہلے کسی کو عذاب نہیں ہوا کرتا۔

(۲)ذٰلِکَ اِنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُهْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غَافِلُوْنَ (هود ،۱۱۷)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ تیرا رب بستیوں میں رہنے والوں کو ان کی بے خبری میں ہلاک کرنے والا نہیں۔ بلکہ پہلے ان کو خبردار کیا جاتا ہے جب وہ اس خبر دہی پر ایمان لاتے ہیں یا عمل نہیں کرتے تو پھر ان پر ہلاکت آتی ہے۔

(۳)وَلَوْلَا اَنْ تُصِیْبَهُمْ مُّصِیْبَةٌ م بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیَاتِکَ وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (القصص، ۴۷)

ترجمہ: اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ان کی غلط کاریوں پر مصیبت پڑنے سے وہ یہ عذر کرتے کہ یا الٰہی تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا' جو تیری آیات کی تبلیغ کرتا اور ہم ان آیات کا اتباع کرتے اور مومن ہوجاتے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

ابن ابی حاتمؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے مرفوعاً بسند حسن یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن هَالِکُ فِی الْفَتْرَةِ یہ عذر پیش کرے گا۔

رَبَّنَا لَوْلَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیَاتِکَ وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

(۴)وَلَوْ اَنَّا اَهْلَکْنٰهُم بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَا اَرْسَلْتَ اِلَیْنَارَسُوْ لاً فَنَتَّبِعَ آیَاتِکَ مِنْ

قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰی (طٰہٰ،۱۳۴)

ترجمہ: اگر ہم ان کونزول قرآن سے پہلے عذاب سے ہلاک کرتے تو وہ یہ کہتے کہ اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل اوررسوا ہونے سے پہلے تیرے کلام (واحکام) کی پیروی کرتے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:

ابن ابی حاتمؒ نے اپنی تفسیر میں عطیہ عَوْفِیْ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ هَالِکَ فِی الْفَتْرَةِ قیامت کے دن یہی عذر پیش کرے گا کہ رَبِّ لَمْ یَاْتِنِیْ کِتَابٌ وَّلَا رَسُوْلٌ.

(۵)وَمَا کَانَ رَبُّکَ مُهْلِکَ الْقُرٰی حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْ اُمِّهَا رَسُوْلاً یَّتْلُوْ عَلَیْهِمْ آیَاتِنَا (القصص،۵۹)

ترجمہ: تیرا رب بستیوں والوں کو ہلاک کرنے والا نہیں تھا جب تک کہ اُمُّ الْقُرٰی کو رسول نہ بھیجتا۔

امام سیوطیؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور قتادہؒ سے ابن ابی حاتمؒ کی تفسیر سے ناقل ہیں کہ اسی واسطے رب تعالیٰ نے مکہ والوں کو ہلاک نہیں کیا جب تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث نہیں فرمایا۔

(۶)وَهٰذَا کِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبَارَکٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ Oاَنْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اُنْزِلَ الْکِتَابُ عَلٰی طَائِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَاوَاِنْ کُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغَافِلِیْنَO (الانعام۔۱۵۵،۱۵۶)

ترجمہ: ''اور (اے کفر کرنے والو) یہ کتاب بھی ہمیں نے اتاری ہے برکت والی۔تو اس کی پیروی کرو اور (خدا سے) ڈرو تا کہ تم پر مہربانی کی جائے۔(اور اس لیے اتاری ہے) کہ (تم یوں نہ) کہو کہ ہم سے پہلے دو ہی گروہوں پر کتابیں اتری ہیں اور ہم ان کے پڑھنے سے (معذور اور) بے خبر تھے۔''

اَنْ تَقُوْلُوْا عِلَّت ہے کِتَابٌ اَنْزَلْنٰهُ کی یعنی قرآن اس لیے نازل فرمایا گیا ہے کہ تورات وانجیل کی تعلیم سے اپنی بے خبری کا اور بے علمی کا عذر پیش نہ کرسکو۔

(۷)وَمَا اَهْلَکْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ Oذِکْرٰی وَمَا کُنَّا ظَالِمِیْنَ . (الشعراء،۲۰۸،۲۰۹)

ترجمہ: ''اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کے لیے نصیحت کرنے والے (پہلے بھیج دیتے) تھے۔تا کہ نصیحت کر دیں اور ہم ظالم نہیں ہیں۔''

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ عبد بن حمیدؒ، ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ اپنی تفسیر میں قتادہؒ سے ناقل ہیں کہ کسی بستی کو اللہ عزوجل نے کتاب کے نازل کرنے اور رسول بھیجنے سے پہلے ہلاک نہیں کیا اور امام ممدوح نے سات حدیثیں بھی اس بارے میں پیش کی ہیں کہ اَهْلِ فَتْرَةٍ کو یعنی ان لوگوں کو جو دو رسولوں کے زمانہ کے درمیان فوت ہو گئے ہوں نہ پہلے رسول کی دعوت ان کو پہنچی ہو اور نہ دوسرے رسول کا زمانہ انہوں نے پایا ہو عذاب نہ ہوگا یہاں تک کہ قیامت کے دن رب

العزت جَلَّ شانہٗ ان کا امتحان لیں گے پھر جو سعید ہوں گے وہ امتحان میں پاس ہو کر جنت میں جائیں گے اور جو شقی ہوں گے وہ امتحان میں پاس نہ ہوں گے اور دوزخ میں جائیں گے۔

پہلی حدیث مرفوع مسند امام احمد اور مسند اسحٰق بن راہویہ اور امام بیہقیؒ کی کتاب الاعتقاد سے اور دوسری حدیث مرفوع ان تینوں کتابوں سے اور تفسیر ابن مردویہ سے نقل کی ہے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔ تیسری حدیث مرفوع مسند بزار سے بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا ایک راوی ضعیف ہے جس کی حدیث کو امام ترمذیؒ حسن قرار دیتے ہیں اور اس حدیث کے شواہد موجود ہیں۔ جو اس کے حسن ہونے کے مقتضی ہیں۔ چوتھی حدیث مرفوع مسند بزار اور مسند ابی یعلی سے نقل کی ہے جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ پانچویں حدیث عبدالرزاقؒ اور ابن جریرؒ اور ابن منذرؒ اور ابن ابی حاتمؒ سے نقل کی ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں یہ حدیث بھی حکماً مرفوع ہے۔ چھٹی حدیث مرفوع مسند بزار اور مستدرک حاکم سے نقل کی ہے جس کے راوی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ساتویں حدیث مرفوع طبرانی اور ابونعیم سے نقل کی ہے۔ جس کے راوی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں:

وَنَظُنُّ بِآبَائِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ اَلَّذِيْنَ مَاتُوْا قَبْلَ الْبَعْثَةِ اَنَّهُمْ تُطِيْعُوْنَ عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ اِكْرَاماً لَه‘ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَقِرَّبِهِمْ عَيْنُه‘ اِنْتَهٰی.

یعنی ہمارا ظن غالب یہی ہے کہ حضور ﷺ کے وہ آباء کرام جو حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے فوت ہو گئے ہیں امتحان میں پاس کیے جائیں گے۔ حضور ﷺ کی تکریم کے لیے تاکہ حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں:

اَقُوْلُ وَيُؤَيِّدُه‘ قَوْلُه‘ تَعَالٰی: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (الضحیٰ ،۵)

ترجمہ: اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ رِضٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ
(تفسیر ابن جریر)

جبکہ رب العزت جل شانہٗ کا وعدہ ہے کہ قیامت کے دن ہم تجھے وہ کچھ دیں گے جس سے تو راضی ہو جائے گا۔

نیز محشر کے دن حضور ﷺ کو فرمایا جائے گا:

سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

یعنی تو مانگ جو کچھ مانگنا ہو، تجھے دیا جائے گا اور شفاعت کر، تیری شفاعت قبول کی جائے گی۔

اور حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ رَبِّی فَیُعْطِیْنِیْ فِیْهِمَا وَاِنِّی لَقَائِمٌ یَوْمَئِذٍ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ.

(رَوَاهُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَکِ وَصَحَّحَه)

یعنی میں اپنے والدین کے حق میں رب تعالیٰ سے سوال کر چکا ہوں تو جبکہ میں قیامت کے دن مقام محمود میں کھڑا ہوں گا تو رب تعالیٰ مجھے دیں گے وہ، جو کچھ میں نے مانگا ہے اپنے والدین کے حق میں۔

نیز حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

سَأَلْتُ رَبِّی اَنْ لَّا یُدْخِلَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ اَلنَّارَ فَاَعْطَانِیْ ذٰلِکَ رَوَاهُ الْحَافِظُ مُحِبُّ الدِّیْنُ الطَّبْرِیُّ فِیْ ذَخَائِرِ الْعُقْبٰی (مسالک محفاص ۱۳،۱۴)

یعنی میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرے تو رب تعالیٰ نے میرا یہ سوال پورا کرلیا ہے۔ تو جبکہ دوسرے اہل فترت میں سے بہت سے سعید امتحان پاس ہوکر جنت میں جائیں گے تو حضور ﷺ کے آباءِ کرام اہلِ فترۃ بطریق اولیٰ اس انعام سے مشرف ہوں گے۔ بلکہ احادیث مذکورہ کی رو سے یہ انعام ان کے لیے موعود ہو چکا ہے۔ یہ تو ہوگا قیامت کے دن اور قبل از قیامت بھی وہ ناجی ہیں۔ لقولہ تعالیٰ:

وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا. (بنی اسرائیل، ۱۵)

ترجمہ: اور جب تک ہم پیغمبر نہ بھیج لیں عذاب نہیں دیا کرتے۔

تنبیہ

اَبَوَیْن شَرِیْفَیْن کے حق میں اس مسلک کو اختیار کرنے والے جن علماء کرام کے اسماء کی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے وہ یہ ہیں: شیخ الاسلام شرف الدین یحییٰ مناوی ابوالمظفر سبط ابن الجوزیؒ۔ شارح صحیح مسلم امام ابوعبداللہؒ محمد بن خلف ابی۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری اور ایک دوسری جماعت جن کے اسماء کی تصریح نہیں کی۔

دوسرا مسلک

ابوین شریفین کے ناجی ہونے میں دوسرا مسلک امام سیوطیؒ نے مسالک الحنفاء میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ دین ابراہیمی پر تھے اور لکھا ہے کہ اس مسلک کو علماء کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔ ایک ان میں سے امام فخر الدین رازیؒ ہیں جو اپنی تفسیر کبیر میں اس مدعیٰ پر آیت شریف

اَلَّذِیْ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ o وَ تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ (الشعراء۔۲۱۸،۲۱۹)

ترجمہ: جو تم کو جب تم (تہجد کے وقت) اٹھتے ہو دیکھتا ہے اور نمازیوں میں تمہارے پھرنے کو بھی۔

سے استدلال کرتے ہیں بایں طور کہ آپ کا نور ساجد سے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے۔ اسی واسطے حضور ﷺ نے فرمایا:

لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ

’’میں ہمیشہ منتقل ہوتا رہا پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف‘‘

تو امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت شریفہ اور حدیث شریف دال ہیں اس پر کہ حضور ﷺ کے جمیع اصول آباء و اُمَّھات مُوَحِّدُ تھے کیونکہ قرآن کریم کی نص اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (التوبۃ،۲۸) دال ہے اس پر کہ مشرک نَجَسٌ ہیں اور حضور ﷺ کا فرمان دال ہے اس پر کہ آپ کے جمیع اصول طاہر ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کے جمیع اصول شرک کی نجاست سے پاک تھے۔

آگے امام سیوطیؒ نے اس مسلک کی تائید میں اپنی طرف سے یہ دلیل پیش کی ہے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے اصول میں سے ہر اصل حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے والد ماجد تک اپنے اپنے قرن کا خیر اور افضل رہا ہے اور ان کے قرن میں کوئی دوسرا ان سے خیر اور افضل نہیں ہوا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث مرفوع بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دلائل النبوۃ بیہقی کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دلائل النبوۃ ابونعیم کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ اور طبقات ابن سعد کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ترمذی اور بیہقی کی حدیث مرفوع بروایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور طبرانی اور بیہقی اور ابونعیم کی حدیثِ مرفوع بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور مستدرک حاکم کی حدیث مرفوع بروایت حضرت ربیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے یہ بات ثابت ہے۔

نیز امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ آثار سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے عہد تک اسلام ہی اسلام رہا ہے ان آثار کو حاکمؒ نے مستدرک میں اور ابو یعلیؒ اور طبرانیؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نیز ابن سعدؒ نے طبقات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عکرمہؒ سے اور ابن ابی حاتمؒ نے قتادہ سے نقل کیا ہے۔

آگے امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے آثار سے جو مصنف عبدالرزاقؒ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور تفسیر ابن جریر میں شَھْرِبنِ حَوْشَبؒ سے اور تفسیر ابن منذر میں قتادہؒ سے اور امام احمدؒ کی کتاب الزہد اور خلالؒ کی کتاب کرامات الاولیاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں یہ ثابت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے عہد مبارک سے لے کر خاتم الانبیاء ﷺ کے عہد مسعود تک ہر قرن میں موحدین عابدین للہ کی ایک جماعت رہی ہے تو اگر موحدین کی یہ جماعت حضور ﷺ کے اصول اور آباء ہوں تب تو مدعیٰ ثابت ہو گیا اور اگر ان کے غیر ہوں تو لازم آئے گا کہ وہ حضور ﷺ کے اصول و آباء سے افضل ہوں۔ کیونکہ موحد غیر موحد سے افضل ہوتا ہے حالانکہ احادیث مرفوعہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر قرن میں حضور ﷺ کے آباء ہی خیر اور افضل رہے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ ہر قرن میں حضور ﷺ کے آباء اور اصول موحد ہی رہے ہیں۔ تو مدعیٰ ثابت ہو گیا۔

(جاری ہے)

سید یونس الحسنی (لاہور)

عنایات

اللہ میں حرم آنے کے قابل تو نہیں تھا
اتنا سا بھی تقویٰ مجھے حاصل تو نہیں تھا

کردار کے افلاس کی ہر سمت ہے دلدل
پر اپنے گناہوں سے ہے احساس میں ہلچل

میں بندۂ ناچیز و گنہگار و سیہ کار
بس تو نے مجھے قلزمِ عصیاں سے کیا پار

جلوے تھے کرم کے جو مجھے کھینچ کے لائے
ورنہ تو مرے گرد تھے تاریک سے سائے

ہیں بخشش و الطاف کی گھنگھور گھٹائیں
آثار ہیں رحمت کے جو گھر گھر کے یاں آئیں

میں بے حس و حرکت سا پڑا سوچ رہا ہوں
مولا! میں ترے گھر میں کھڑا سوچ رہا ہوں

کیونکر ہے یہ تقدیر کے ثمرات کی بارش
مجھ پیکرِ عصیاں پہ عنایات کی بارش

آواز تھی آئی کہ یہ نکتہ نہیں موہوم
شاید یہ حقیقت تجھے بالکل نہیں معلوم

انعام ہے یہ ربِّ سمٰوات و زمیں کا
فیضان ہے یہ ختمِ نبوت پہ یقیں کا

(۱۸ر ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ، صحنِ حرم میں)

ابوسفیان تائبؔ (حاصل پور)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

ترس رہا ہوں مدینہ کی حاضری کے لیے
ہے میری شام و سحر روضۂ نبی کے لیے

مہک رہی ہیں فضائیں جہاں جہاں گذرے
شناسا بن گئیں راہیں ہر اجنبی کے لیے

غلام بن کے جو آئے لگائے سینہ سے
ہیں رحمتوں کی گھٹا آپ ہر کسی کے لیے

غم و فراق تیرا دیکھ کر شبِ معراج
بلایا عرش پہ تجھ کو تیری خوشی کے لیے

قطار بن کے شہِ انبیاء کے در پہ کھڑے
ہیں دست بستہ ملائک بھی نوکری کے لیے

پہاڑ سونا بنیں اور ساتھ ساتھ چلیں
دعائیں آپ نے مانگی ہیں مفلسی کے لیے

میں کملی والے کے قدموں کی خاک بھی چوموں
میں بے قرار ہوں طیبہ کی ہر گلی کے لئے

غلام ہم بھی غلامانِ مصطفیٰ کے بنیں
ہوں مضطرب شہِ بطحا سے آگہی کے لیے

میں کیسے مان لوں پیارے نبی تھے بے سایہ
ہے سایہ آپ کا اپنے ہر امتی کے لیے

عطا ہو ذوق و علم مجھ فقیر تائبؔ کو
کہ نعت لکھتا رہوں روز ہی نبی کے لیے

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(غیر مطبوعہ)

غزل

شہروں میں اک شور بپا ہے
شاید کوئی بچھڑ گیا ہے

آہیں آنسو نالے گریہ
ہر اِک چہرہ صحرا سا ہے

قاضی شہر کے مجرم لاگیں
ان کے ہاتھ بھی نیزہ سا ہے

کل شب ڈھونڈ کے دیکھا میں نے
ایوانوں میں ''حشر'' بپا ہے

سادھو سنت مہنت وہیں تھے
حاکم ان کے ساتھ کھڑا ہے

دونوں جانب آگ لگی ہے
اور ناری کا روپ بجھا ہے

ہَونس ہوس اور زر کے جلوے
حیوانوں کا بلوا سا ہے

ابوشراحیل

پاک بھارت دوستی؟

چہرے تو سج گئے ہیں رنگوں سے
دل ہیں خالی مگر امنگوں سے

کڑے ، کرپان والے میہماں ہیں
دوستی ہو گئی تلنگوں سے

ڈالر آنے سے خوش ہوئے ہیں بہت
یہی توقع تھی بھیک منگوں سے

خیالِ روشن تمھیں مبارک ہو
چھیڑ چھاڑ اچھی نہیں ملنگوں سے

خلق پر ظلم کفر کا وطیرہ ہے
گھیر کر توپوں اور تفنگوں سے

آدمیت کا احترام ہے ورنہ
مسئلے حل نہیں ہوتے جنگوں سے

پی لیا جام ہم نے صحت کا
مل گئے رنگ اب تو رنگوں سے

(دار بنی ہاشم ملتان۔۱۱/اپریل ۲۰۰۵ء)

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(۳؍جولائی ۱۹۹۵ء)

سچ کہوں تو زباں کٹتی ہے

ہمارے ملک میں سیاست بازی و شخصیت سازی کا دستور نرالا ہے جو بھی برسراقتدار آتا ہے وہ پچھلوں یا پہلوں کو گالی بنانے کی کوشش میں تمام داؤ پیچ استعمال کرتا ہے۔ چاہے اس استعمال کی غلط کاریوں سے وہ خود گالی بن کے رہ جائے ۔اسی طرح اقتدار و اختیار کے بدہیئت بت اپنے سابقوں اور لاحقوں کو ایسی ایسی تنگنائیوں اور کٹھنائیوں سے گزرنے پر مجبور کریں گے کہ سیاست بھی سرپیٹ کے رہ جائے مثلاً معتوب اپوزیشن کو آج کل جن مرحلوں سے گزارا جارہا ہے اگر اس کا نام انتقام نہیں ہے تو پھر بھٹو کی پھانسی کو بھی انتقام نہیں کہا جاسکتا۔ شیخ سعدیؒ نے حکمرانوں اور حیوانوں کو پندو وعظ کرتے ہوئے یہی بات فرمائی تھی:

بہ نیم بیضہ چوں سلطاں ستم روا دارد
زنند لشکر یانش ہزار مرغ بہ سیخ

کہ اگر حکمران وسلطان آدھے انڈے کے برابر بھی ظلم وجور روا رکھے گا تو اس کے لشکری ہزاروں مرغ سیخوں پر بھون کر کھاجائیں گے یہی اس حکومت میں ہورہا ہے کہ وفاقی وصوبائی حکومتوں کے ماتحت تمام ادارے خصوصاً پولیس (یا اپنے لاہوریوں کے بقول سپوہٹے) یہی کردار سرانجام دے رہے ہیں ۔حکومت نے اگر مسلم لیگی ایم این ایز یا ایم پی ایز کو عتاب وعقوبت کے لیے چن لیا ہے تو حکومت کے خرکارے (ہرکارے) بھلا اس کمال سے پیچھے بلکہ محروم کیوں رہیں؟ پھر آج پیپلز پارٹی ،مسلم لیگ کے ساتھ جو ''خوش فعلیاں'' کررہی ہے۔ یہ تو مکافات عمل ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں مسلم لیگی حکمرانوں نے نہتے مسلمانوں اور اپنے ہم وطنوں کے ساتھ جو ظلم کیا تھا وہ بھی تاریخ کا اک کربناک باب ہے۔

جب انگریز ملعون یہاں حکمران تھا تو سیاسی کارکنوں ،زعیموں ،صحافیوں اورنکتہ وروں کے ساتھ یہی ''حسن سلوک'' ہوتا تھا اور یہ سلوک اکثر و بیشتر سوگ بن جاتا تھا۔ چودھری افضل حقؒ جو مجلس احرار کا شہ دماغ تھے انہیں فرنگی تعزیر نے دائیں ہاتھ کی توانائیوں سے ہمیشہ کے لیے محروم کردیا تھا' کھانے میں کوئی چیز کھلا کر ان کو ہمیشہ کے لیے بلند آواز سے محروم کردیا تھا' پھر وہ تمام عمر بائیں ہاتھ سے لکھتے رہے۔ حکیم محمد غوث جام پوری ساری عمر کے لیے دائیں ہاتھ کے ''ارتعاش'' کو قابو نہ کرسکے اور فرنگی ملعون نے ان مظالم کو جواز بخشنے کے لے یہی زبان چلائی تھی کہ یہ انتقام نہیں بلکہ جو کیا ہے اس کا

بھگتان ہے' جانبار مرزا مرحوم تمام عمر کند ھالٹکائے رہے کہ یہ بھی اسی جرم بیگناہی کے اسیر تھے۔اس دور میں آزادی کا نعرہ لگانا فرنگی کے استبداد کو للکارنے کی بات تھی۔آج حقوق کا مطالبہ کرنا جاگیردار کی نخوت و پندار کو ہنکارنے کے مترادف ہے ۔اس ملک میں پولیس کا کردار مجموعی طور پر ایک اُچکے اور جگے سے کم نہیں۔ بنیادی وجہ وہی ہے جو شیخ سعدیؒ مرحوم نے فرمائی ہے۔جن سرکشوں' متکبروں اور فرعون بے سامان افراد کو یہ بات کہی گئی ہے ان کے اپنے ماحول میں ذاتی عقوبت خانے بھی ہیں جو ان کے اقتدار کے دنوں میں آباد ہوتے ہیں اور اگر یہ کالے انگریز خدانخواستہ ظاہری اقتدار سے محروم بھی ہوں تو بھی ان کے عقوبت خانوں میں ''وسدے وسیب'' میں ان کے نمرودی احکام کی خلاف ورزی کرنے والا یا ان کی فرعونی خواہشات پوری نہ کرنے والا مقہور مکین مل جائے گا۔جنوبی پنجاب' سندھ کا بالائی حصہ' بلوچستان کے سرداروں کا سرداری علاقہ کسی ابن بطوطہ کا منتظر ہے یا کسی موہنجوداڑو یا ہڑپہ کا دریافت کنندہ وہاں پہنچے اور دریافت کرلے کہ:

ہیں تلخ یہاں بندۂ ''تنقید'' کے اوقات

یا گجرات کے چودھریوں سے اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے اور اگر انکار ہی انکار پیش آئے تو پنجاب پولیس اس کی عینی گواہ ہے اور یہ بھی اگر مکر جائیں تو پیرانِ پنجاب کے ''چکری لوٹے'' یا کشف پر قناعت کرلی جائے کہ انگریز نے بھی انہی کی گواہی معتبر مان کے اعتبار کرلیا تھا' معتبر اور اعتبار باہم لازم وملزوم ہیں۔

کسی دور میں ہمارے گجراتی محروم اقتدار لوگ *ہماری طرح پیدل ہونے کے باوجود ہماری بات نہیں مانتے تھے۔۱۹۷۴ء کی بات ہے وڈے چودھری جی بقید حیات تھے ان کی دختر نیک اختر کو ایک مرزائی ٹیوٹر پڑھانے آتے تھے۔ ختم نبوت کی تحریک اپنے آخری مراحل میں تھی اور چودھری صاحب تحریک ختم نبوت کے رہنما بھی کہلاتے تھے۔ہم لوگ غالباً جیل یاترا سے جاں بخشی کے بعد گھروں کو لوٹے تھے۔ہم میں جماعت اسلامی کے چودھری نثار جاٹ ہونے کے ناطے مُصر تھے کہ چودھری صاحب کے پاس جانا چاہئے اور ان سے عرض معروض کریں کہ یہ مسئلہ نہایت نامناسب ہے' ایک طرف آپ (بھٹو دشمنی میں) ہم سے تعاون بھی کرتے ہیں' تحریک ختم نبوت کی حمایت بھی کرتے ہیں' دوسری طرف ایک مرزائی پروفیسر آپ کی دختر نیک اختر کو پڑھانے بھی آتا ہے' اس کو سبکدوش کریں اور کسی مسلمان کو متعین کرلیں۔ہم سات آدمی تھے' بدقسمتی ساتوں کی' انہوں نے مجھ سے کہا کہ گفتگو تم کرو میں نے انہیں بہت سمجھایا کہ ہم فقیروں کی بات بڑے لوگ نہیں مانا کرتے تم خود بات کرو۔تم جاٹ بھی ہو اور متحدہ محاذ یئے بھی ہو' تم بہتر ہو' لیکن انہوں نے کیا بہتری سوچی کہ میری نمائندگی پر وہ اڑ گئے' چاروناچار جیل کی یاری پر اپنی رائے قربان کردی اور جناب چودھری ظہور الٰہی کے

---

*تب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور گجرات کے چودھری اقتدار سے محروم ومعتوب تھے۔آج فوجی حکومت ہے اور اقتدار کے سنگھاسن پر چودھری قابض ہیں۔

دربار میں پہنچ گئے۔ علیک سلیک اور تعارف کے بعد گفتگو کا آغاز ہوا' ابھی میں عرض مدعا کے چند جملے ہی کہہ پایا تھا کہ جناب چودھری صاحب گویا ہوئے ''سنیا تسّی بنگلہ دیش نا منظور وی کہندے او' میں نے کہا کہ میں اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کی پالیسی پر عمل کرتا ہوں۔ کہنے لگے ''نئیں ہن تُسی نئیں کہنا'' میں بے نیاز جام وساغر تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنی جماعت کے نظم کا پابند ہوں آپ کا نہیں۔ اتنے میں چودھری صاحب نے ہاتھ کے اشارے اور زبان سے کہا کہ ''اوئے نئیں نئیں'' میں نے گھوم کر دیکھا تو عقب میں محمد شفیع سمّاں ہاتھ میں جوتا لیے مجھے مارنے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے جو جناب چودھری صاحب کے روکنے سے رک گئے مگر میرے ساتھ جانے والے اور مجھے ''سپوکس مین'' کا اعزاز بخشنے والے دم سادھے بیٹھے رہے اور انہوں نے ''دندتوں دند نہ پٹیا مونہوں کُجھ نہ پھٹیا'' ......اور یوں میں ایک مرزائی کو چودھری صاحب کی شفقتوں سے محروم کرانے کی قیمت ادا کر کے واپس آ گیا'' ''پسپا'' ہو گیا اور یہ واپسی آج تک جاری ہے۔ کس کس کو' کہاں کہاں' کب کب کب پسپائی کا سامنا رہا ہے؟ یہ قصہ بھی تفصیل چاہتا ہے۔

''تجھے کیا سناؤں میں ہم نشیں' مرے غم کا قصہ طویل ہے''

اور پھر کون جانے' کون بتائے کہ یہ واپسی' یہ پسپائی ان بڑوں کے اقتدار تک جاری رہے گی یا کہیں تھمے گی بھی؟ میں اپنے ذاتی اور ملکی حالات کے پیش نظر کہہ سکتا ہوں کہ مجھ ایسوں کی واپسی ایک ایسی ڈھلوان سے گرنا ہے جس پر پھسلن ہے اور کہیں بھی پاؤں اٹکانے کی جگہ نہیں ہے اور اگر آپ پسند فرمائیں تو یوں بھی کہا جا سکتا ہے:

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

0641-462501
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان

پروفیسر خالد شبیر احمد (چنیوٹ)
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

نیشنل سیکورٹی کونسل اور متحدہ مجلس عمل

جب فوجی حکومت کے بطن سے ''نیشنل سیکورٹی کونسل'' تولّد ہوئی تو حکومت نے خوشی کے شادیانے بجائے قوم کو نوید مسرت سنائی گئی کہ دیکھئے ہم نے پوری قوم کو آئندہ کے لئے مارشل لاء سے محفوظ کر دیا ہے۔ ہم نے جواباً عرض کیا تھا کہ جب پوری قوم کو نیشنل سیکورٹی کونسل کے ذریعے فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے تو پھر ملک میں مارشل لاء لگانے کی ضرورت کب باقی رہ جاتی ہے۔

دوسری بات جو حکومت نے نیشنل سیکورٹی کونسل کے حق میں قوم کو بتائی تھی وہ یہ تھی کہ یہ ادارہ تو ایک بے ضرر سا ادارہ ہوگا جس کی حیثیت محض مشاورتی نوعیت کی ہوگی، جس میں سویلین اراکین کی تعداد زیادہ اور فوجی اراکین کی تعداد کم۔ لہٰذا قوم کو اس ادارے سے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت ہم نے جواباً عرض کیا تھا کہ اگر یہ ادارہ اتنا ہی بے ضرر ہے تو اس ادارے کی قیام کے لئے فوجی جرنیل ۱۹۸۴ء سے کیوں کوشاں تھے۔ اور سویلین حکمران اس کی مخالفت کیوں کرتے رہے؟ کیا کوئی بے ضرر یا بے سود ادارے کے قیام کے لیے اتنی لمبی کوشش کرتا ہے؟ جتنی کوشش فوجی جرنیل نے اقتدار سنبھالنے کے بعد کی۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہ کامیابی چونکہ ہمارے موجودہ جنرل کی قسمت میں لکھی تھی لہٰذا یہ تمغہ ان کے سینے پہ ہی سج رہا۔

ہر مدعی کے واسطے زاغ وزغن کہاں

اصل بات تو ہم نے اس وقت ہی واضح کر دی تھی کہ اب فیصلے ''نیشنل سیکورٹی کونسل'' میں ہوں گے اور قومی اسمبلی اور سینٹ ان فیصلوں کی تائید وتوثیق کر کے اپنے جرنیل صاحب کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ چنانچہ جب سے یہ کونسل قائم ہوئی ہے یہی کچھ ہو رہا ہے۔ پچھلے سال بغیر اپوزیشن کے بجٹ پاس ہوگیا۔ کوئی بل اور قانون بنتا ہے تو صرف ۲۴ گھنٹوں میں مکمل ہو جاتا ہے۔ نہ اسمبلی کے اندر اس پہ کوئی بحث ہوتی ہے نہ اپوزیشن کو اعتماد میں لیا جاتا ہے۔

آئین کی موجودہ صورت حال اس وقت کیا رہ گئی ہے جبکہ نیشنل سیکورٹی کونسل کے صدر پاکستان کے صدر بھی ہیں اور ۵۲ بی ۲ کے تحت انہیں اسمبلیاں توڑنے کا حق بھی ہے اور وہ فوج کے سربراہ بھی ہیں۔ پہلے وزیر اعظم انہیں اپنا ''باس'' کہتے رہے۔ دوسرے وزیر اعظم چند دنوں کے لیے آئے اور موجودہ وزیر اعظم بھی ان کے یعنی جنرل صاحب کے سب سے بڑے ''جی حضوری'' ہیں۔ کیونکہ وہ ان کی ذاتی سند ہیں۔ وہ بھی اس لیے کہ ہمارے وزیر اعظم بھی اسی قدر

امریکہ نواز ہیں جس قدر ہمارے جنرل صاحب یہ دونوں حضرات امریکہ نوازی میں یک جان دو قالب کی مثل پر پورا اترتے ہیں۔

جب ایک آدمی کے پاس اتنے اختیارات ہوں اور ملک کا وزیر اعظم محض ''جی حضوری'' ہو تو اس آئین کی کیا حیثیت اور ان جمہوری اداروں کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے۔ صدر اسحاق کا دورِ حکومت یاد آ گیا کہ ان کے پاس اسمبلیاں توڑنے کا یہی حق تھا تو انہوں نے ہر صوبے میں اپنی مرضی کی حکومت بنالی تھی اور نواز شریف بیچارے کی حکومت محض اسلام آباد تک محدود ہو گئی تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میاں نواز شریف نے میاں اظہر کو پنجاب کا گورنر بنا کر لاہور بھیجا تو میاں منظور وٹو جو صدر اسحاق ساختہ وزیر اعلیٰ پنجاب تھے' انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر میاں اظہر صاحب گورنر ہاؤس میں داخل ہوئے تو ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔ وہ تو صدر اسحاق تھے کوئی فوجی جرنیل تو تھے نہیں۔ اب تو یہ اختیار ایک فوجی جرنیل کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی اسمبلی ان کی خواہش کے خلاف کام کر سکتی ہے؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اراکین اسمبلی کو اس بات کا شدید احساس ہے کہ جنرل صاحب کے ایک اشارے پر اسمبلیاں ٹوٹ سکتی ہیں۔

شاید یہی خوف ہمارے قائد حزبِ اختلاف جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو بھی ہے۔ اب ان کی خواہش ہے کہ نیشنل سیکورٹی کونسل میں شرکت کر لینی چاہیے۔ جبکہ متحدہ مجلس عمل کے صدر جناب قاضی حسین احمد اس کے حق میں نہیں۔ عارضی طور پر ۸/جون کے نیشنل سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ تو کر لیا گیا لیکن اس کے باوجود یہ اختلاف متحدہ مجلس عمل کے درمیان اب بھی موجود ہے۔ جس کو طے کرنے کے لیے غالباً ۲۳/جون کی تاریخ طے ہوئی ہے اس روز متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل فیصلہ کرے گی کہ اس سلسلے میں ایم ایم اے کو کیا کرنا چاہیے۔ قارئین ''نقیبِ ختمِ نبوت'' کو اس وقت تک پتہ چل چکا ہوگا۔

اس سلسلے میں ہم متحدہ مجلس عمل سے صرف یہی گزارش کر سکتے ہیں کہ اگر اس کونسل میں جو کہ آپ کی اپنی مہربانیوں سے ہی قائم ہوئی تھی۔ شرکت اتنی ہی ضروری تھی تو پہلے دن ہی اس میں شریک ہو جاتے اور اگر آپ نے دو تین اجلاسوں میں شرکت نہیں کی تو اب کونسی ایسی قیامت آپ کے سر پر آن پڑی ہے کہ اس میں شرکت کا مسئلہ آپ کے درمیان متنازعہ شکل اختیار کر گیا ہے۔ کیا آپ کا اتحاد ملک اور قوم کے لیے ضروری ہے یا یہ کہ نیشنل سیکورٹی کونسل میں آپ کی شرکت؟ یہ ایک سوالیہ فقرہ ہے اور یہ صرف میرے لیے ہی لمحہ فکریہ مہیا نہیں کرتا بلکہ پوری قوم کے لیے بھی لمحہ فکریہ ہے۔ اگر آپ وہاں جا کر ان کے اختیارات پر قابو نہیں پا سکتے تو وہاں اب جانے کی ضرورت کیا ہے۔ آپ بعض اوقات اسمبلیوں کے اجلاسوں کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ جہاں پر بیٹھنے کے لیے قوم نے آپ کو ووٹ دیئے ہیں اور اگر آپ نیشنل اسمبلی میں بطور احتجاج شریک نہیں ہوں گے تو قوم کا یہ احساس تو باقی رہے گا کہ اس ادارے کا قیام قومی اسمبلی اور سینٹ دونوں کی

توہین کے مترادف ہے۔نیشنل سیکورٹی کونسل کے اجلاس میں شرکت نہ کر کے ہی قومی جذبات کی رہنمائی کی جاسکتی ہے شریک ہوکر نہیں۔

متحدہ مجلس عمل پہلے ہی بلوچستان کے اندر ضمنی انتخاب ہار چکی ہے۔اس کی ''پاپولیرٹی'' کا گراف بلوچستان میں نیچے گر رہا ہے۔اگر آپ کی اس شرکت سے سرحد کے اندر بھی یہی صورتحال پیدا کر دی تو پھر آئندہ اتنی بات میں آپ کی کیا حیثیت رہ جائے گی۔اس کا اندازہ آپ مجھ سے بہتر لگا سکتے ہیں۔جب آپ پاک افغان ڈیفنس کونسل کے تحت امریکہ کے خلاف تحریک چلا رہے تھے اور آپ کی دعوت پر مجلس احرار اسلام بھی اس تحریک میں آپ کے ساتھ تھی تو اس وقت آپ کہاں کھڑے تھے اور اب کہاں کھڑے ہیں۔یہ آپ خود سوچئے اور اگر آپ کے نیشنل سیکورٹی کونسل میں شریک نہ ہونے سے آپ کی سرحد حکومت کو کوئی نقصان ہوگا تو وہ بھی تو دراصل مرکزی حکومت کا اپنا نقصان ہوگا۔آپ کا نہیں کہ آپ اپنے مؤقف پر قائم رہے اور اپنے مؤقف پر قائم رہنا ہی دراصل کامیابی ہے۔لیکن یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ مؤقف پر وہی لوگ قائم رہتے ہیں جنہیں اپنے مؤقف کی صداقت پر لازوال یقین ہوتا ہے۔آپ کا نیشنل سیکورٹی کونسل میں شرکت نہ کرنے کا مؤقف کہاں تک درست تھا یہ آپ کو آنے والا وقت بتادے گا۔ہم نے جو سچ سمجھا بیان کر دیا۔اصل معاملہ آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے جو چاہیں سو وہ آپ کریں، مرضی حضور کی۔

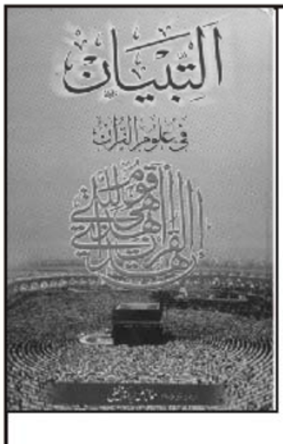

استاد محمد علی صابونی کی کتاب

التبیان فی علوم القرآن

سلیس اور بامحاورہ ترجمہ۔جس کے بعد شرح کی ضرورت باقی نہیں رہتی

اردو ترجمہ: مولانا محمد ابراہیم فیضی

پیشِ لفظ: سید فضل الرحمٰن تعارف: مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

ناشر: القلم: فرحان ٹیرس۔ناظم آباد نمبر۲، کراچی۔فون 0300-2257355

رابطہ زوار اکیڈمی پبلی کیشنز۔اے۔۴/۱۷،ناظم آباد نمبر۴ کراچی فون:021-6684790

عابد مسعود ڈوگر (چیچہ وطنی)

بدلتے موسم اور ہماری بے خبری

گزشتہ مئی کے اواخر میں پاکستان میں چند بیانات امورِ خارجہ کے حوالے سے ایسے سامنے آئے۔ جنہوں نے ملک کے اندر اور باہر متعلقہ حلقوں کو چونکا دیا ہے۔ کیونکہ یہ بیانات نہ صرف ایک ایسی خارجہ پالیسی کی نشاندہی کر رہے ہیں جس کا پہلے کوئی وجود نہیں ہے بلکہ ان بیانات کو اگر ۹/۱۱ کے تناظر میں دیکھا جائے جس کے بعد بین الاقوامی صورتحال اور خصوصاً یہ خطہ اور دیگر مسلمان ممالک گزر رہے ہیں۔ ایسے میں یہ بیانات ایک نئی تبدیلی کی علامت سمجھے جاسکتے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بنیادی عناصر میں یہ بات پہلے دن سے شامل ہے کہ اس ملک کے اپنے پڑوسیوں سے تعلقات خوشگوار رہیں بلکہ حتی المقدور جنگ سے بچنے کی اور اختلافات میں الجھے بغیر دوستی کی پالیسی پر عمل کیا جائے کیونکہ اس ریاست کے روزِ اوّل سے کوئی جارحانہ عزائم نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ملک اپنے ایک ازلی دشمن اور جارح ریاست کو ہمسایہ رکھتا ہے۔ اس لیے اس کی فوجی قوت اقدامی کی بجائے دفاعی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری اہم بات جو اس ریاست کی خارجہ پالیسی میں شامل تھی کہ ہم بعض ایشوز پر صرف اس لیے ایک مؤقف اپناتے تھے کہ اس کا اظہار مسلم امہ اور مسلمانوں سے یکجہتی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس حوالے سے جو نمایاں مثال پیش کی جاسکتی ہے وہ اسرائیل کی ہے۔ مسئلہ فلسطین کے حوالے سے ہم نے اپنی خارجہ پالیسی میں اس ملک کو جو اہمیت دے رکھی ہے، یہ صرف فلسطینیوں، عربوں اور مسلمانوں سے یکجہتی کے لئے ہے۔ ہم نے ہمیشہ اسرائیل کی حمایت سے اس لیے گریز کیا کہ یہ ریاست ایک ناجائز ذریعے سے وجود میں لائی گئی اور اس کا وجود ہمارے مسلمان بھائیوں کے قتل وخون کی علامت ہے۔ اسی لئے پاکستان کے پاسپورٹ پر آج تک یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ قانونی دستاویز دنیا کے تمام ممالک کے لیے سفر کرتے وقت کارآمد ہے۔ اسرائیل کے علاوہ اب جبکہ بہت سے عرب ممالک نے مصر کی پیروی کرتے ہوئے اسرائیل سے ظاہری اور خفیہ تعلقات قائم کر لیے ہیں اور عربوں کے علاوہ ترکی نے اس معاملے میں خاص طور پر تیزی دکھائی ہے۔ اس کے باوجود ہماری اس طے شدہ خارجہ پالیسی کے اعلانیہ تبدیل کرنے کی فضا ملک میں موجود نہیں ہے۔ ۹/۱۱ کے بعد چونکہ دنیا بدل چکی ہے اور یہودیوں کی سپر گورنمنٹ کا تصور ایک خوشنما خول سے نکل کا باہر آگیا ہے جس سے یہ صاف نظر آرہا ہے کہ یہودی پروٹوکولز کے طے شدہ ایجنڈے کے مطابق اب پوری دنیا کے ممالک کو یہودیوں کی مرضی سے باقی رہنا پڑے گا۔ جو قوم اور ملک اس ایجنڈے کی راہ میں رکاوٹ ڈالے گا پتھر کا ہوجائے گا۔ اس لئے ان بڑی تبدیلیوں میں سے ایک تبدیلی پاکستان کی طرف سے اسرائیل کو تسلیم کرنے کی تدبیر کی جارہی ہے جاننے والے جانتے ہیں اسی دورِ حکومت میں ۲۰۰۲ء میں پاکستانی حکومت کی چھتر چھایہ تلے ایک سرکاری وفد اسرائیل گیا

تھا جو تقریباً سارے معاملات طے کر آیا ہے۔ وقت گزرنے کے دیر ہے۔ دھندلا منظر آہستہ آہستہ شفاف ہو جائے گا۔ پاکستان سے باہر کی دنیا کے اخبارات میں اس وفد سے متعلق اس وقت متعدد خبریں شائع ہوئی تھیں اور نامی گرامی صحافی جو پہلے فوج میں تھے۔ ان کو ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں بغیر اپلائی کئے سینٹ کے ٹکٹ سے بھی نوازا گیا تھا جو انہوں نے بوجوہ قبول نہیں کیا۔ اس بارے میں خاصی معلومات رکھتے ہیں۔ ۲۷، ۲۸ مئی کو اسلام آباد میں معروف جرمن جریدے ''ڈر شپیگل'' کو صدرِ محترم نے انٹرویو دیتے ہوئے اسرائیل کے وزیر اعظم ایریل شیرون کی ذاتی طور پر اتنی تعریف کی جو کہ کم از کم نہ پہلے کبھی کسی پاکستانی سربراہِ حکومت اور نہ کسی مسلمان حکومت کے سربراہ سے سنی گئی۔ جنرل صاحب نے فرمایا کہ وہ شیرون کو ''ایک بڑا سپاہی، دلیر اور منجھا ہوا سیاستدان'' سمجھتے ہیں۔ اس قسم کے الفاظ کے استعمال کا مطلب ایک ہی ہو سکتا ہے کہ ان خیالات کے اظہار سے اور ان تاثرات کے منظرِ عام پر آنے سے امریکہ اور اسرائیل خوش ہو جائیں یا کم از کم مطمئن رہیں کہ پاکستان اور اسرائیل حکمتِ عملی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے ساتھ ہیں اور طے شدہ خفیہ ہدف کو حاصل کرنے کے لئے مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں۔ ایریل شیرون کتنے دلیر اور کتنے بہادر ہیں اس کا مظاہر روزانہ پوری دنیا کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر صبح شام دیکھا جا سکتا ہے اور ان کی بہادری کے چرچے ہر روز سنے جا سکتے ہیں۔ جب چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو جن کے ہاتھ میں سوائے پتھر کے اور کچھ نہیں ہوتا ان کو میزائلوں اور ٹینکوں سے ظالمانہ طریقے سے قتل کیا جا رہا ہوتا ہے۔ ایریل شیرون بڑے سپاہی ہیں کیونکہ ان کی چھوٹی سپاہ روزانہ درجنوں فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے گھر کر دیتی ہیں اور یہ کام آج سے نہیں کئی عشروں سے وہ انتہائی ذمے داری کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی بہادری کا ایک اور اعتراف جنرل صاحب سے ذرا ہٹ کے اسرائیل کی سپریم کورٹ نے بھی کیا ہے۔ جس نے انہیں صابرہ اور شتیلا مہاجر کیمپوں میں نئے نہتے فلسطینیوں کو بند کر کے فوج کے ذریعے سینکڑوں معصوم شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کا ذمے دار قرار دیا ہے اور باوجود اس کے کہ وہ ایک فوجی جرنیل اور کارروائی میں بطور ڈیوٹی آفیسر کے یہ سب کچھ سرانجام دے رہے تھے ان کو فلسطینیوں کے قتل کا ذمے دار ٹھہرایا گیا ہے۔ ایسے خیالات کا اظہار اور ایسے جنونی قاتل کے بارے میں اتنے تعریفی کلمات کہنے والوں کے اپنے عزائم کی خطرناک نشاندہی کر رہے ہیں۔ دوسری اہم بات جو صدر صاحب نے جرمن جریدے کو انٹرویو کے دوران کہی وہ یہ تھی کہ ''ایران ایٹم بم بنانے کے لئے بے چین ہے'' اور دلیل کے طور پر ایران کو ایٹمی مقاصد سے باز رکھنے کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ اس ملک کی اسرائیل کے ساتھ کوئی سرحدیں نہیں لگتیں اس لیے اس کو براہِ راست کوئی ایسا خطرہ نہیں ہے جس کو جواز بنا کر ایران ایٹمی ہتھیار بنا سکے اس کلمات نے ہمارے اور اہلِ ایران کے درمیان صدیوں سے قائم تہذیبی، ثقافتی، رشتوں کو دفعتاً کتنا مضبوط کر دیا ہے اس کا اندازہ ہمیں وقت گزرنے کے بعد مسلسل ہوتا رہے گا۔ ایران نے سفارتی آداب کا لحاظ کرتے ہوئے جنرل صاحب کی طرف منسوب ان جملوں کو خلافِ حقیقت قرار دے کر سفارتی فضا کو ہموار کرنے کی کوشش کی ہے ان خیالات کے بعد جو ایران کے بارے میں ارشاد فرمائے گئے عرصے سے قائم ایک خدشہ

حقیقت کا روپ دھارنے کے بالکل قریب ہے اور وہ یہ ہے پاکستان افغانستان کے بعد ایران کی تباہی کے لئے اپنا کندھا پیش کرنے جا رہا ہے اور اس کے لئے ملک میں ایران مخالف حلقوں سے حکومت کی مختلف چینلز پر بات چیت کی خبریں بھی اخبارات میں آ رہی ہیں۔ کاش کہ ہم روس کے واپس چلے جانے کے بعد افغانستان میں اپنی پسند اور ناپسند کا کھیل نہ کھیلتے اور افغان عوام کو خود اپنا ملک سنبھالنے کا موقع فراہم کرتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ افغان جو کرتے خود کرتے اپنے گھر میں کرتے حالات جیسے ہی کیوں نہ ہوتے۔ کابل میں قائم ہونے والی ہر حکومت کے تعلقات پاکستان سے نہ صرف انتہائی خوشگوار بلکہ نیازمندانہ ہوتے لیکن

اے بسا آرزوئے کہ خاک شدہ

ایسا نہیں ہوا ہم نے اپنی پسند کو وہاں اقتدار دلانے کی سعی لاحاصل کی اور ہمارے دوسرے ہمسائے ایران نے اپنے مفادات کی جنگ افغانستان میں وہاں آباد افغان ہزارہ جات کے ذریعہ لڑی۔ نتیجتاً اس لڑائی میں پاکستان اور ایران بالواسطہ ایک دوسرے کے سامنے تھے اور یہ سامنا کئی برس سے ہنوز خفیف درجے میں ہی سہی لیکن جاری و ساری ہے۔ کاش کہ ہم اپنے ملی فرض کی ادائیگی کے بعد اپنے گھر واپس آ جاتے اور ایران والے ایران چلے جاتے۔ تب پاکستان، افغانستان اور ایران مضبوط دوست، مثالی ہمسائے اور بہترین تجارتی حصہ دار ہوتے۔ جس کے فوائد ان تینوں ملکوں کے عوام کو پہنچتے۔ نہ صرف خوشحالی ہوتی بلکہ تینوں ملکوں میں امن اور سکون بھی ہوتا۔ ایران کی پاکستان کے ساتھ در پردہ مخاصمت کی دوسری وجہ ۷۹ء کے انقلاب کے بعد اس انقلاب کو پاکستان میں ایکسپورٹ کرنا بھی ہے۔ جس کی وجہ سے یہاں قتل و غارت کا ایک طویل سلسلہ دو مختلف نقطہ ہائے نظر رکھنے والے طبقوں کے درمیان شروع ہوا اور کئی کروٹیں بدل کر آج تک جاری و ساری ہے جس سے وطنِ عزیز کا اجتماعی وجود نہ صرف نڈھال ہے بلکہ زخم زخم ہے۔ اپنے نظریاتی دوسرے طبقوں پر تھوپنے بلکہ مسلط کرنے کی روایت جہاں جہاں چلے سوائے قتل و غارت کے کسی کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ تازہ بیانات جہاں آنے والے دلوں میں بدل جانے والی فضا کا پتا دے رہے ہیں وہاں بڑھنے والوں کو اور دیکھنے والوں کو یہ درس بھی دے رہے ہیں کہ کب تک ہم اپنے نظریات کا قتل کر کے اور قوم کی امنگوں کا خون کر کے غیروں کی خوشنودی حاصل کرتے رہیں گے۔ قوم جب تک اپنے اندر یہ شعور پیدا کر کے اس کا پرزور اظہار نہیں کرتی کہ بہت ہو گیا اب ملک کی بھاگ دوڑ ان لوگوں کے ہاتھ میں دے دینی چاہئے جو اس ملک کو اس میں نافذ آئین کے مطابق چلانے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور ملک کی پالیسیاں، ادارے اور ان میں بیٹھے ہوئے محبِّ وطن حلقے باہمی مشاورت سے ترتیب دیں نہ کہ سربراہان کے ذاتی خیالات کو پالیسیاں بنا لیا جائے۔ اس ملک میں جب تک عوام کے عوام کے ووٹ کا بوٹ کے ساتھ ٹکراؤ ختم نہیں ہوتا اور ہر ادارہ آئین میں درج اپنے دائرے میں رہنے کی طرح نہیں ڈالتا اس وقت تک نہ تو کوئی بڑی انویسٹمنٹ اس ملک کو استحکام بخش سکتی ہے۔ اور نہ ہی کوئی زیرک قیادت دیس کی کشتی کو منجدھار سے نکال کر کنارے لگانے کا معجزہ دکھا سکتی ہے۔

حکیم محمد قاسم (چیچہ وطنی)

جدید مفسرین' اصلاح امت کے نام پر نیا فتنہ

ابوداؤد شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمہارے بعد فتنوں کا زمانہ آنے والا ہے کہ مال کی کثرت ہو جائے گی اور قرآن عام ہو جائے گا حتیٰ کہ اس کو مومن اور منافق' مرد' عورت' بڑا چھوٹا' غلام' آزاد سب پڑھنے لگیں گے تو ایک کہنے والا کہے گا کہ لوگ میری اتباع کیوں نہیں کرتے' حالانکہ میں نے قرآن پڑھا ہے یہ اس وقت تک میری اتباع نہیں کریں گے یہاں تک کہ میں کوئی نئی بات نہ گھڑ لوں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نئی نئی بدعتوں سے بچتے رہو کیونکہ جو بدعت نکالی جائے گی وہ گمراہی ہو گی۔

یہ فتنوں کا دور ہے ہر طرف نئے سے نیا فتنہ سر اٹھا رہا ہے۔ گزشتہ ادوار میں جو فتنے ظاہر ہوئے ان کے باطلانہ عقائد پر علماءِ حق نے شدید پکڑ کی کیونکہ ان فتنوں کا باطل ہونا ظاہر اور واضح تھا۔ مثال کے طور پر فتنہ ارتداد مرزائیت' بہائیت، اسماعیلیت اور پرویزیت وغیرہ۔ گزشتہ دور کلامی اور کتابی دور تھا جس میں دونوں طرف کے علماء مناظرہ کرتے یا کتابیں لکھتے' حتیٰ کہ باطل اور حق واضح ہو جاتا اور عوام گمراہی سے محفوظ ہو جاتے۔

آج میڈیا کا دور ہے، دنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے کمپیوٹر ایج اور انٹرنیٹ کریز ہے، فاصلے اور اوقات سمٹ کر رابطوں میں ضم ہو گئے ہیں اور دنیا مٹھی میں آ گئی ہے۔ ہر شخص نئی تحقیقات پڑھ سکتا ہے' سن سکتا ہے' دیکھ سکتا ہے اور جس کے جی کو جو چیز اچھی لگے اس پر عمل کرنا شروع کر دیتا ہے۔ گفتگو، تقریر، تحریر اور ہر فن کا ماہر میڈیا کے ذریعے اپنی غلط یا صحیح بات پُر زور دلائل کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کرتا ہے اور سیدھی سادی عوام اس کے دلائل سن کر اس پر ایمان لے آتی ہے اور الٹے سیدھے عقائد پر زندگی بسر کرنا شروع کر دیتی ہے۔

عقائد باطلہ کے حامل لوگ صراطِ مستقیم پر چلنے کے بجائے اِدھر اُدھر کا راستہ ڈھونڈتے ہیں۔ چاہے وہ راستہ کانٹوں سے بھرا ہی کیوں نہ ہو اس کا استعمال جائز یا ناجائز ہی کیوں نہ ہو' وہ ہر طریقے سے اپنے عقائد اور نظریات عوام پر ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ اس طریقہ میں وہ کامیاب بھی ہیں۔ ایسے لوگ اپنے تئیں لوگوں کو نئے دور کے نئے مسائل سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ اسلاف کا طریقہ چھوڑ کر نئے طریقوں کا سہارا لیتے ہیں۔ دوسری طرف علما حق اپنے اسی سیدھے رستے پر چل رہے ہیں' جس پر ان کے اسلاف گامزن تھے۔ وہ بھی اس بات کا ادراک رکھتے ہیں کہ میڈیا کے ذریعے باطل عقائد پھیلائے جا رہے ہیں' ان کا سدباب ہونا چاہیے۔ بعض ہم مسلک ساتھی کہتے ہیں کہ ہمارا بھی کوئی ٹی وی چینل ہونا چاہیے تا کہ غلط عقائد کے خلاف پیش بندی کی جا سکے لیکن یہ صرف اس وقت ممکن ہو گا جب اکابر علماء کرام مل بیٹھ کر کوئی فتویٰ دیں

تب ہی کوئی چینل بنایا جا سکے گا۔ جبکہ مختلف ٹی وی چینلز پر بعض علماء درشن بھی کراتے رہتے ہیں اور عوام کو اسلام سمجھاتے رہتے ہیں تاہم اس وقت پرنٹ میڈیا پر اخبار، ہفت روزے، ماہنامے وغیرہ مل سکتے ہیں اور مسلک حق کے ابلاغ کا انہیں ذریعہ بنایا جا سکتا ہے اور لوگوں کو موجودہ دور کے نام نہاد مفکر، دانشور، پروفیسرز اور ڈاکٹرز جنہوں نے قرآنی احکام کو کھیل سمجھ رکھا ہے ان کی اصلیت بتائی جا سکتی ہے۔ بعض مفکر اور دانشور تو ایسے ہیں کہ خود غیر متشرع ہیں اور شرعی مسائل ایسے بیان کرتے ہیں جیسے سارے علم کا نزول انہی پر ہوا ہے۔ وہ اسلام کی امریکی تعبیریں کرتے ہیں۔ ہر کام کی طرح شرعی مسائل کے سمجھنے اور سمجھانے کے بھی کچھ قواعد وضوابط ہیں۔ لیکن جدیدیت زدہ طبقہ ان پابندیوں سے آزاد ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''اگر علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو قرآن پاک کے معانی پر غور و فکر کرو۔ اس میں اوّلین و آخرین کا علم ہے''۔ مگر کلام پاک کے معنی کے لیے جو شرائط و آداب ہیں انکی رعایت رکھنا نہایت ضروری ہے جیسا کہ اس دور میں جو شخص عربی کے چند الفاظ جان لے بلکہ اس سے بڑھ کر بغیر کسی لفظ کے معنی جانے اردو ترجمہ دیکھ کر اپنی رائے کو اس میں داخل کر دے اس شخص کے بارے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن پاک کی تفسیر میں اپنی رائے سے کچھ کہے اگر وہ صحیح تو تب بھی اس نے خطا کی۔ مگر آج کل کے روشن خیال اور جدید نظریات کے حامل نام نہاد مفکر اور مقرر لوگ قرآن پاک کی ہر آیت میں سلف کے اقوال کو چھوڑ کر نئی بات پیدا کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں ہر روشن خیال اس قدر جامع الاوصاف اور کامل و مکمل بننا چاہتا ہے کہ وہ معمولی سی عربی عبارت لکھنے لگے بلکہ صرف اردو عبارت ہی دلچسپ لکھنے لگے یا تقریر برجستہ کرنے لگے تو وہ پھر تصوف میں جنید و شبلی کا استاد ہے۔ فقہ میں مستقل مجتہد ہے قرآن پاک کی تفسیر میں جو نئی سے نئی بات دل چاہے گھڑے نہ اس کا پابند کہ سلف میں سے کسی کا یہ قول ہے یا نہیں نہ اس کی پرواہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات اس کی نفی تو نہیں کرتے وہ دین و مذہب میں جو چاہے کہے جو منہ میں آئے بکے کیا مجال ہے کہ کوئی شخص اس کی نکیر کر سکے یا اس کی گمراہی کو واضح کر سکے۔ جو یہ کہے کہ یہ بات اسلاف کے خلاف ہے وہ لکیر کا فقیر ہے، تنگ نظر ہے، پست خیال ہے، تحقیقات جدیدہ سے عاری ہے۔ لیکن جو یہ کہے کہ آج تک جتنے اکابر و اسلاف نے جو کچھ کہا ہے وہ سب غلط ہے اور دین کے بارے نئی بات نکالے وہ دین کا محقق ہے۔ حالانکہ اہل فن تفسیر کے لیے پندرہ علوم پر مہارت ضروری بتائی ہے۔ مختصراً عرض کرتا ہوں جس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ قرآن پاک کے احکام و مسائل تک رسائی ہر شخص کو نہیں ہو سکتی۔

اوّل: لغت جس سے کلام پاک کے مفرد الفاظ کے معنی معلوم ہوں۔ مجاہدؒ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے اس کو جائز نہیں کہ بغیر لغت عربی کے جانے کلام پاک میں کچھ لب کشائی کرے۔ اور صرف چند لغات کا معلوم ہو جانا کافی نہیں ہے۔ بسا اوقات ایک لفظ چند معانی میں مشترک ہوتا ہے اور وہ ان میں سے ایک یا دو معنی جانتا ہے اور فی الواقع اس جگہ کوئی اور معنی مراد ہوتے ہیں۔

دوسرا: نحو کا جاننا ضروری ہے اس لیے کہ اعراب کے تغیّر وتبدل سے معنی بالکل بدل جاتے ہیں اور اعراب کی معرفت نحو پر موقوف ہے۔

تیسرا: علم الصرف کا جاننا ضروری ہے اس لیے کہ صیغوں کے اختلاف سے معانی بالکل مختلف ہوجاتے ہیں۔ ابن فارس کہتے ہیں کہ جس شخص سے علم الصرف فوت ہوگیا اس سے بہت کچھ فوت ہوگیا۔ علامہ زمخشری نقل کرتے ہیں ''ایک شخص نے قرآن پاک کی آیت یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ (جس دن کہ ہم ہر شخص کو اس کے مقتدی اور پیش رو کے ساتھ پکاریں گے) اس کی تفسیر کی ناواقفیت کی بنا پر یہ کی ''جس دن ہر شخص کو ان کی ماؤں کے ساتھ پکاریں گے'' امام کا لفظ جو مفرد ہے اس کو اُم کی جمع سمجھ لیا اگر وہ صَرف جانتا ہوتا تو معلوم ہوتا کہ اُم کی جمع امام نہیں ہوتی۔

چوتھا: اشتقاق کا جاننا ضروری ہے اس لیے کہ لفظ جبکہ دو مادوں سے نکلا ہو اس کے معنی مختلف ہوں گے جیسا کہ مسیح کا لفظ ہے کہ اس کا اشتقاق مسح سے بھی ہے، جس کے معنی چھونے اور تر ہاتھ کسی چیز پر پھیرنے کے ہیں اور مساحت سے بھی ہے جس کے معنی پیائش کے ہیں۔

پانچواں: علم معانی کا جاننا ضروری ہے جس سے کلام کی ترکیب معنی کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہے۔

چھٹا: علم بیان کا جاننا ضروری ہے جس سے کلام کا ظہور وخفا تشبیہ وکنایہ معلوم ہوتا ہے۔

ساتواں: علم بدیع جس سے کلام کی خوبیاں تعبیر کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہیں یہ تینوں فن علم بلاغت کہلاتے ہیں جو مفسر کے اہم علوم میں سے ہیں۔ کلام پاک جو کہ سراسر اعجاز ہے اس سے اس کا اعجاز معلوم ہوتا ہے۔

آٹھواں: علم قرأت کا جاننا ضروری ہے اس سے مختلف قرأتوں کی وجہ سے مختلف معانی معلوم ہوتے ہیں اور بعض معنی کے دوسرے معنی پر ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

نواں: علم عقائد کا جاننا ضروری ہے اس لیے کہ کلام پاک میں بعض آیات ایسی بھی ہیں جن کے ظاہر معنی کا اطلاق حق تعالیٰ سبحانہ پر صحیح نہیں اس لیے ان میں کسی تاویل کی ضرورت پڑے گی جیسے یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔

دسواں: اصول فقہ کا معلوم ہونا ضروری کہ جس سے وجوہ استدلال واستنباط معلوم ہوسکیں۔

گیارہواں: اسباب نزول کا معلوم ہونا ضروری ہے کہ شانِ نزول سے آیت کے معنی واضح ہوں گے اور بسا اوقات اصل معانی کا معلوم ہونا بھی شانِ نزول پر موقوف ہوتا ہے۔

بارہواں: ناسخ ومنسوخ کا معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ منسوخ شدہ احکام معمول عام سے ممتاز ہوسکیں۔

تیرہواں: علم فقہ کا معلوم ہونا ضروری ہے کہ جز ئیات کے احاطہ سے کلیات پہچانے جاتے ہیں۔

چودھواں: ان احادیث کا جاننا ضروری ہے جو قرآن پاک کی مجمل آیات کی تفسیر میں واقع ہوئی ہیں۔

پندرھواں: علم وہبی ہے جو حق تعالیٰ شانہ کا عطیہ خاص ہے جو اپنے مخصوص بندوں کو عطا فرماتا ہے جس طرح

اس حدیث شریف میں اشارہ ہے ''من عمل بماعلم ورثه الله علم مالم يعلم '' (جب کہ بندہ اس چیز پر عمل کرتا ہے جس کو وہ جانتا ہے تو حق تعالیٰ ایسی چیزوں کا علم عطا فرماتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا)۔

اب جو لوگ اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہم نے دنیا کی آسانی کے لیے قرآن پاک کو پھیلا دیا ہے وہ ان احکامات کی روشنی میں موجب ہلاکت اور فساد ہے۔ قرآن پاک کا ترجمہ موجب برکت تو ہے لیکن ان سے مسائل کا استنباط کرنا علوم قرآن سے واقفیت کے بغیر ہرگز جائز نہیں تاوقتیکہ ان علوم سے واقفیت نہ ہو جن کا ذکر مفصّل گزر چکا ہے۔ درِ منثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَاءُ اس سے مراد قرآن کی معرفت، اس کے ناسخ و منسوخ، محکم و منشا، مقدم مؤخر، حلال و حرام اور اس کے امثال وغیرہ کا جاننا ہے۔

درج بالا دلائل کی روشنی میں جدید مفسرین کو اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے۔ اسلاف کے طریقہ کو چھوڑ کر علومِ قرآن میں رسوخ ممکن نہیں۔ مفسرین کی پہلی جماعت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تھی۔ جنہوں نے حدیث وسنت کے ساتھ قرآن کی تفسیر وتشریح کی ہے۔ آج اگر انہی بنیادوں کو نظر انداز کر کے کوئی نئی راہ نکالی جائے گی تو نتیجہ سوائے گمراہی کے کچھ نہیں نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی گمراہی اور فتنے سے سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
دامت برکاتہم
سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

3 جولائی 2005ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار C/69
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی (ملتان)

کتے کی دم

میزبان نے مہمان کا استقبال کیا۔ مہمان کا بچہ بھی ساتھ تھا۔ میزبان نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''یہ جناب کا فرزند ہے؟ جناب کا صاحبزادہ ہے؟ ماشاءاللہ! بہت ہونہار ہے۔''

مہمان نے جواب دیا: ''مجھے تو پتہ نہیں۔ اس کی ماں اسے ہر وقت ''کتے کی نسل، کتے کی نسل'' کہتی رہتی ہے۔''

قارئین! یہ تو برصغیر کی صدیوں کی تھکی ہوئی عورت کی کیتھارسس کی ایک کہانی ہے' جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر ادھر امریکہ کے ایک اخبار ''واشنگٹن ٹائمز نے اپنی ۶ رمئی ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں ایک کارٹون میں دو انسان اور ایک جانور دکھائے ہیں۔ جس میں ایک باوردی امریکی ایک تربیت یافتہ کتے کو شاباش دیتے ہوئے ہدایات دے رہا ہے کہ ''چلو اب بن لادن کو تلاش کرو۔'' کتے نے ابوالفراج نامی مبینہ دہشت گرد کو کالر سے پکڑا ہوا ہے اور اسے امریکی فوجی کے سامنے ڈھیر کر رہا ہے۔ کتے پر پاکستان لکھا ہوا ہے۔

امریکہ میں پاکستان کے ایک سفارت کار نے جب اس بدتمیزی کا نوٹس لیا اور ساری پاکستانی قوم نے ہر طرف ہائے کتا! ہائے کتا! کی ہاہا کار مچائی تو اخبار کے ایڈیٹر انچیف ویزلے پروڈن نے پاکستانی سفارت خانے کے نام اپنے ایک مراسلے میں لکھا کہ کارٹونسٹ بل گارنر سے غیر ارادی طور پر پاکستانیوں کے جذبات مجروح کرنے کی گستاخی ہوئی۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں کارٹون سے پیدا ہونے والی غلط فہمی پر معذرت طلب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے جذبات مجروح کرنے کا نہ تو کارٹونسٹ کا کوئی ارادہ تھا اور نہ اخبار کی یہ پالیسی ہے۔ ایڈیٹر انچیف نے اپنے مراسلے میں یقین دلایا کہ کارٹون کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ ان لوگوں کو تلاش کیا جائے جو امریکہ اور پاکستان دونوں کے لیے خطرناک ہیں۔ بعدازاں اخبار زیر بحث نے اپنی ۱۰رمئی کی اشاعت میں اس کارٹون کے حوالے سے اداریہ لکھا کہ:

> ''مشرق' مشرق ہے اور مغرب' مغرب اور یہ دونوں کبھی نہیں مل سکتے ......ایک کتے پر غور کریں ......وہ بہت کچھ دیکھتا ہے اور سنتا ہے اور کبھی بولے گا نہیں......گزرے وقتوں کے انتہائی وفادار ڈیموکریٹس اپنے آپ کو ''زرد کتے'' کہا کرتے تھے۔ آج کے دور کے وفادار اپنے آپ کو ''نیلے کتے'' کہنا پسند کرتے ہیں اور ہمارے سپاہی آج کل دور دراز کے محاذوں پر ان مفادات کے لیے کتوں کی طرح کام کر رہے ہیں بلاشبہ ہم کتوں کو خدا کے عظیم ترین تحفوں میں سے ایک تحفہ سمجھتے ہیں' جس میں تحمل، وفاداری، رحمدلی اور جاں نثاری کے عمل کا اظہار ہوتا ہے۔''

قارئین! اس اداریئے سے یہ لطیفہ کتنی مطابقت رکھتا ہے کہ:

ایک دفعہ ایک فوجی آفیسر نے ایک جوان کو ''الو کا پٹھا'' کہہ دیا۔ سپاہی بپھر گیا۔ بیرک میں جا کر اپنے انچارج صوبیدار سے کہا: ''میں صاحب کو نہیں چھوڑوں گا۔'' صوبیدار نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' جوان نے کہا: ''اُس نے مجھے الو کا پٹھا کہا ہے، گالی دی ہے؟'' صوبیدار نے کہا: ''آؤ صاحب سے بات کرتے ہیں۔'' صوبیدار جوان کو ساتھ لے کر صاحب کے پاس گیا، ساری بات کی۔ صاحب سمجھ گیا کہ جوان غصے میں ہے۔ کہنے لگا: ''الو کا پٹھا ہمارے ہاں کوئی گالی نہیں ہوتی۔ ایسے ہی ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں۔'' صوبیدار نے سپاہی سے کہا: ''سنا جوان! صاحب کہتا ہے الو کا پٹھا کوئی گالی نہیں ہوتی۔ تو بھی الو کا پٹھا، میں بھی الو کا پٹھا، صاحب بھی الو کا پٹھا۔ چلو! الو کا پٹھا کوئی گالی والی نہیں ہوتی۔''

افسوس اس بات پر ہے کہ پاکستان کے کچھ کتا پسند وائٹ کالر اور وائٹ ہاؤس کی نمائندگی کرنے والے کالم نویس بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ ''کتا کارٹون'' اتنا بڑا ایشو نہیں جتنا بنا دیا گیا ہے۔ یہ ایک کارٹون ہے اور بس!

حضراتِ والا! کیا یہ سب لوگ بشمول ایڈیٹر انچیف ویزلے پروڈن، کارٹونسٹ بل گارنر اور امریکہ کے ارباب اقتدار یہ بات پسند کریں گے کہ کتوں کے کارٹون بنا کر ان پر لکھ دیا جائے کہ یہ سب لوگ کتے ہیں۔

یوں تو امریکہ بہت ترقی یافتہ ملک ہے۔ جس ملک میں بھی وہ اپنے سفیر، جاسوس یا کسی نمائندے کو بھیجتا ہے۔ اس نمائندے یا سفیر کو اس ملک کی زبان، محاورہ، تہذیب، رہن سہن، رسم و رواج، پسند و ناپسند کے بارے میں مکمل آگاہی کروائی جاتی ہے۔ یہ کیسے مان لیا جائے کہ موئنوں کے مقرر کردہ ایڈیٹر انچیف اور کارٹونسٹ نے پاکستان کو (جس سے پوری پاکستانی قوم مراد ہے) دیدہ دانستہ کتا نہیں کہا؟ جنہیں انسانوں کے مقابلے میں کتوں سے زیادہ پیار ہے۔ ذرا روزنامہ ''جنگ'' کی ۲۳ رمئی ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں وہ تصویر ملاحظہ کیجیے جس میں صدر بش وائٹ ہاؤس کی ایک تقریب میں اپنے کتے کا منہ چوم رہے ہیں اور دوسری طرف اس سفاک حکمران کا یہ عالم ہے کہ عراق، افغانستان، فلسطین، لبنان میں انسانوں کے کشتوں کے پشتے لگاتا چلا جا رہا ہے۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یونس بٹ نے لکھا ہے:

''کتوں کو گھر میں نہیں رکھنا چاہیے کہ انسانوں کے ساتھ رہ کر ان کی عادتیں خراب ہو جاتی ہیں۔''

قارئین! یہاں پاکستان کے ایک انگریزی روزنامہ ''دی نیوز'' کے جنابِ ریحان قیوم کے کارٹون پر تبصرے کا ذکر موضوع سے ہٹ کر نہ ہوگا کہ:

''مغربی ثقافتوں میں کتے سے بہت پیار کیا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی 'کتا' کتا ہی ہوتا ہے۔ یہ اپنے مالک سے محبت کرتا ہے اور اسے ہدایات پر عمل کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہ اپنے مالک کے مساوی نہیں ہوتا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔ یہ ایک جانور ہے۔ ثقافتی اختلافات کے متعلق یہ تمام مہمل باتیں ہیں...... کیونکہ

ہماری تصویر کشی ایک کتے کے طور پر کی گئی ہے ۔زخموں پر نمک چھڑکنے کے برابر ہے ۔کارٹونسٹ غالبًا سوچتا ہوگا کہ ہم ذہنی طور پر مرچکے ہیں اور یہ کہ ہم جاہل ہیں ۔''

قارئین ! کارٹونسٹ نے مبینہ طور پر پورے پاکستان کو امریکہ کا ایک پالتو کتا قرار دیا ہے۔ایک ایسا پالتو کتا جو امریکہ کے ایک اشارے پر' اپنے ملک کے کونوں کھدروں سے ،گلی محلوں سے امریکہ کے نامزد مسلمانوں کو چن چن کر امریکہ بہادر کے حوالے کر رہا ہے ۔ یہ الگ بحث ہے کہ اس عمل کو پاکستانی اکثریت پسند نہیں کرتی یا عوام کا ردّعمل کیا ہے؟ مگر یہ بات مسلّم ہے کہ یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے نفرت رکھتے ہیں ۔مسلمانوں کی دلآزاری اور تذلیل ان کا مشن ہے۔ صدر بش نے افغانستان پر حملہ کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ صلیبی جنگوں کا آغاز ہو چکا ہے۔آخر بوسنیا، لبنان، افغانستان، کشمیر، فلسطین، عراق، چیچنیا، الجزائر، انڈونیشیا کے باشندوں کا کیا قصور ہے۔یہی نا کہ وہ مسلمان ہیں۔کیا دنیا میں صرف یہودی اور عیسائی ہی انسان ہیں۔کیا اسے ہی انسانی حقوق کا تحفظ کہتے ہیں؟

باقی رہی یہ بات کہ چونکہ پاکستانی حکومت نے افغانی مسلمانوں کے خلاف یورپی یونین اور امریکہ کا ساتھ دیا ہے ۔لہٰذا یورپ کے لوگ پاکستان سے مخلص ہیں۔اس سے ہمدردی رکھتے ہیں ۔ایں خیال است ومحال است وجنوں! جیسا کہ کتے کے اس کارٹون سے ظاہر ہے اور پھر اللہ کی بات کیسے غلط ہوسکتی ہے کہ

''یہودی اور عیسائی کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے ۔''

قارئین کرام!

کتا اگر اشٹام پیپر پر لکھ کر دے دے کہ اس کی دم سیدھی ہو جائے گی تو کیا آپ یقین کر لیں گے؟

شیخ راحیل احمد (جرمنی)

مرزا صاحب اور حدیث

مذہب اسلام میں احکامات اوران کی تشریح کے لئے قرآن کریم کے بعد کتب احادیث کی اہمیت سے مسلمان تو کیا کافروں کو بھی انکار نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت پر جوڈاکہ ڈالا، عقائد کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور اپنے آپ کو نبی قرار دے لیا، اسکے جواز ڈھونڈنے میں مرزا صاحب نے نہ صرف پہلی مذہبی کتب پر بلکہ قرآن کریم پر بھی دست درازیاں کیں، تحریف کی، جھوٹ باندھے اورمن مانے تراجم کئے، اسی طرح اپنی خانہ ساز نبوت کو حق ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب نے انتہائی بے شرمی کے ساتھ احادیث پر، اسکے بیان کرنے والوں پر بھی اپنی چیرہ دستیوں کا ہاتھ دراز کیا، اور جس حدیث کو انہوں نے چاہا رد کیا چاہے وہ ثقہ ترین احادیث میں سے ہو، اور جس حدیث کو چاہا، بطور دلیل کے پیش کر دیا چاہے وہ کتنی ضعیف ہی کیوں نہ ہو اور اس حدیث کے ضعیف ہونے کے کتنے ہی زبردست شواہد ہوں، جیسا کہ فرماتے ہیں۔

☆ ''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔ **اعجاز احمدی**، رخ ص ۱۴۰/ ج ۱۹۔ یہ تو اقرار کررہے ہیں لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی بلکہ کئی احادیث کے من مانے ترجمے کئے اور جو باتیں احادیث میں نہیں تھیں وہ بھی احادیث سے منسوب کر دیں، اور کئی احادیث کے مطالب کو اپنی من مانی تاویلات کے بنے ہوئے جال میں دھکیل دیا۔ بعض حدیثوں کو بیان کرتے ہوئے دانستہ بہت سی باتوں کو چھوڑ گئے اور کچھ کو اس طرح بیان کیا کہ ایک دو سطر حدیث کی ساتھ میں اپنا تبصرہ اس طرح گڈمڈ کیا کہ اس طرح ان کو اپنے من معنی پہنا دئے اور ان کو پیش کر دیا اور باقی کی حدیث کو گول کر گئے۔ غرضیکہ جو بھی ایک جھوٹا مدعی نبوت قران، حدیث اور سنت کے ساتھ کر سکتا ہے نہ صرف مرزا صاحب نے بے دریغ کیا بلکہ آج تک کے آئمہ تلبیس میں وہ اس باب میں بھی ان تمام جھوٹے نبیوں کے سرخیل ثابت ہوئے بلکہ خاتم الآئمہ تلبیس ہوئے۔ مرزا صاحب کی احادیث پر چیرہ دستیاں تو بہت ہیں مگر خاکسار صرف چند ایک مثالوں پر ہی قناعت کریگا، کیونکہ مقصد اس بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کو جھوٹے نبی کی ذات میں ڈھال لیتا ہے تو کہاں تک جھوٹ کی نجاست میں منہ مارتا ہے، اور جھوٹ کے طومار خشک پتوں کے ڈھیروں کی طرح کئی کئی ڈھیر لگا دیتا ہے، لیکن سچائی کہ ایک جھونکے سے ہی یہ ڈھیر اڑنے لگتے ہیں اور جھوٹ کی لاش کو ننگا کر دیتے ہیں اسطرح حقیقت جاننے والوں کا سچائی پر یقین اور پختہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر مرزا جی کی ہر ایک چیرہ دستی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو میرے خیال میں کئی ایک ضخیم کتابیں بھی ناکافی ہونگی، اس لئے اس آرٹیکل کو دیگ میں سے چاول کے ایک دانے کے طور پر ہی قبول کریں۔

احادیث کے بارے میں مرزا صاحب کی مختلف آراء

شروع شروع میں جب مرزا صاحب کمپنی کی مشہوری کر رہے تھے، تاکہ نبوت کے آئندہ منصوبوں کی راہ ہموار ہوجائے، کیونکہ اس وقت مرزا صاحب کو بعض ناموراہلحدیث علماء کا تعاون بھی حاصل ہونے کی امید تھی۔

اس وقت مرزا صاحب کا اسلام کے مطابق تسلیم شدہ اصول:

☆''حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آ گیا اور کروڑہا مخلوق ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک، اور باپوں سے دادوں تک، اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہہ طور پر مشہور ہو گیا، اور اپنے اصل مبدا تک اسکے آثار اور انوار نظر آ گئے اسمیں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اول درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے، پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کیساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد، راستگو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت ﷺ تک پہنچا دیا تو پھر بھی اسپر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جنکو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا'' (شہادت القرآن، رخ ص ۳۰۴/ ج ۶)

اس موقف کے بعد مرزا صاحب اور انکی جماعت اب ان حدیثوں کی تاویلیں اور جرح کیوں کرتی ہے؟ کیا اس لئے کہ اسکے بغیر خود ساختہ نبوت کا کوئی راستہ نظر نہ آیا؟ اب مرزا صاحب اپنے مقاصد کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اور دیکھیں کتنی فنکاری سے احادیث کے ایک بہت بڑے حصہ کے متعلق شکوک ذہنوں میں ڈالنا شروع کر رہے ہیں:

☆اسکے بعد مرزا صاحب نے ایک آسان نسخہ ڈھونڈا کہ انکے دعوے چونکہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ کی علامات و آثار، نہایت تفصیل کے ساتھ احادیث میں موجود ہیں اور انکے پاس ان سے بھاگنے کی کوئی صورت نہیں، یا پھر مسلمانوں کی نظر میں منکر حدیث بنیں، اس سے بچنے کے لئے انکے ذہن نے اسکا پہلا حل تو یہ ڈھونڈا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کو بیان کر کے اس پر اپنا یہ نوٹ لگایا، ''بخاری جو فن حدیث میں ایک ناقد بصیر ہے ان تمام روایات کو معتبر نہیں سمجھتا۔ یہ خیال ہرگز نہیں ہوسکتا کہ بخاری جیسے جدوجہد کرنے والے کو وہ تمام روایات رطب و یابس پہنچی ہی نہیں، بلکہ صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ بخاری نے ان کو معتبر نہیں سمجھا، اس نے دیکھا کہ دوسری حدیثیں اپنی ظاہری صورت میں اماکم من کم کی حدیث سے معارض ہیں اور یہ حدیث غایت درجہ کی صحت پر پہنچ گئی ہے اس لئے اس نے ان مخالف المفہوم حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ کر اپنی صحیح کو ان سے پُر نہیں کیا''، ازالہ اوہام، رخ ص ۱۷۳/ ج ۳۔ اب اگر مرزا جی کی اس رطب و یابس میں چھپے ہوئے پیغام کو دیکھیں تو کس پُر کاری سے قاری کے ذہن میں یہ بٹھا رہے ہیں کہ صحیح بخاری کے سوا جتنی بھی کتب احادیث ہیں، خواہ صحیح، خواہ سند، سب رطب و یابس ہیں۔ دیکھیں ایک ہی تمہید سے کس فنکاری کے ساتھ رسول کریم

ﷺ سے مروی ہزار ہا احادیث اور ارشادات کو رطب و یابس قرار دے دیا اور ان اماموںؒ کی سالہا سالوں کی کاوشوں پر پانی پھیر دیا اور نیز وہ جو ہزاروں شرعی مسائل ان حدیثوں سے نکلتے ہیں انکو بھی مشکوک کر دیا، اگر یہ مان لیا جائے کہ امام بخاریؒ ہی صرف حامل علم نبوی تھے تو یہ بھی غلط ہوگا۔ دیباچہ بخاری شریف صفحہ ۸۰ پر امام بخاریؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح، اب آپ صرف دو ہزار احادیث صحیح بخاری درج ہیں صرف ان پر کیسے انحصار کر سکتے ہیں جبکہ خود امام بخاریؒ کا بیان ایک لاکھ صحیح حدیثوں کا ہے اور اسکی ایک بڑی واضح مثال کہ حجۃ الوداع کا قصہ اور مسلم کی حدیث جو جابرؓ سے مروی ہے بخاری میں نہیں ہے، حالانکہ سارا عالم اسلام اسکو صحیح سمجھتا ہے اور مرزا جی نے بھی اسکی صحت سے عدم اتفاق نہیں کیا اور صرف اسی آخری نصیحت سے ہی علماء نے تقریباً ڈیڑھ سو سے زیادہ مسائل نکالے ہیں۔ اب مرزا جی تو نہیں رہے انکے سلسلے کے علماء ہی بتائیں گے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کیوں نہیں لیا اور انکے نہ لکھنے کی وجہ سے کیا یہ بھی رطب و یابس ہے؟ خود ہی دیکھ لیجئے کہ کتنا غلط اصول پیش کیا مرزا جی نے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا جی نے کئی وضعی حدیثیں، بڑی ڈھٹائی سے صحیح بخاری سے منسوب کر دیں حالانکہ انکا کوئی وجود نہیں، ویسے بھی کئی حدیثیں مرزا صاحب نے اپنے ذہنی کارخانے میں گھڑی ہیں۔

اب مرزا صاحب لوگوں کے منہ تو نہیں پکڑ سکتے تھے، پر کاری کی انتہا دیکھئے کہ کس طرح احادیث کو چھانٹنے کا جواز پیش کرتے ہیں:

☆ جب مرزا صاحب نے حدیثوں میں بیان کردہ تفصیلات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے دعووں کے ثبوت میں کچھ حدیثوں کو پکڑ لیا اور کچھ سے مکمل اغماض و بے تعلقی دکھائی، اس اغماز کا جواز کیا دیتے ہیں۔ ''جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے''، اربعین ۴، رخ ص ۴۵۴/ ج ۱۷۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ایسی کوئی فہرست نہیں چھوڑی جس سے ہم جیسوں کو پتہ چل سکے کہ خدا نے انکو کیا بتایا، اور نہ ہی کوئی ایسا ثقہ اصول چھوڑا جسکو اختیار کر کے ایک عام آدمی نہ سہی ایک عالم ہی کو پتہ چل جاتا کہ مرزا جی نے آخر کونسا اصول خدا سے پایا، جسکو وہ بھی اختیار کر کے صحیح احادیث پیش کر سکے اور غیر صحیح کے بیان کرنے سے بچ کر لوگوں کے اور اپنے ایمان کو بچاوے۔ شاید قادیانی جماعت کے بزرجمہر بتا سکیں؟

مرزا صاحب اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ان کی راوی حدیث پر اعتبار متزلزل کرنے کی کوشش ملاحظہ کیجئے:

☆ پھر میرزا جی احادیث پر لوگوں کا اعتبار ڈھل مل کرنے میں مرزا جی نے، اس ہستی، اس صحابیؓ رسول ﷺ کی ذات پر، جس کے توسط سے سب سے زیادہ احادیث امت تک پہنچی ہیں، ایسے خیالات کا اور گھٹیا زبان کا استعمال کیا ہے کہ کوئی صحیح مسلمان ایسی بات کا سوچ بھی نہیں سکتا، اور اس طرح مرزا جی نے ایسی کم ظرفی کا مظاہرہ کر کے گناہ بھی کمایا ہے اور

مسلمانوں کا دل بھی دکھایا ہے،، اور اسلام، احادیث کے دشمنوں کو خوش بھی کیا ہے، مرزا صاحب لکھتے کیا ہیں بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مرزا کا قلم ان کے دل کا بغض اُگلتا ہے اور ایک بار نہیں کئی بار اور جگہ؟ (ا) ''ابو ہریرہؓ غبی تھا، درایت اچھی نہیں رکھتا تھا''۔اعجاز احمدی، رخ ص ۱۲۷/ ج ۱۹۔ (۲) ''ابو ہریرہؓ فہم قران میں ناقص ہے۔اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے''۔ضمیمہ نصرۃ الحق، رخ ص ۴۱۰/ ج ۲۱۔ (۳) ''درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا''ضمیمہ نزول المسیح، رخ ص ۱۲۷/ ج ۱۹۔اور یہ لکھتے ہوئے نہ تو کبھی مرزا کا قلم کانپا اور نہ ہی یہ حدیث سامنے آئی کہ جس نے مجھ پر اور میرے صحابہ پر تنقید کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔لیکن مرزا کو کونسا جہنم کا ڈر تھا انکے باقی کونسے کام جنت میں جانے والے ہیں یا شرافت اور انسانیت کے معیاروں پر پورا اتر رہے ہیں۔جب دیکھا کہ ابھی بھی کام نہیں بنا تو حدیث پیش کرنے کا ٹنٹا ہی ختم کرتے ہیں:

☆لیکن اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی لوگوں کا اعترض باقی رہتا ہے تو فیصلہ کرتے ہیں کہ حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے کا ٹنٹا ہی اُڑا دو اور اپنے کو حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے سے آزاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں،''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں''۔اعجاز احمدی، رخ ص ۱۴۰/ ج ۱۹۔اب آپ دیکھیں کہ اس تحریر کا کیا مطلب نکلتا ہے، اول اگر ایک حدیث قرآن کے مطابق بھی ہے لیکن مرزا صاحب کی وحی کے مطابق نہیں تو وہ بھی ردی کا کاغذ ہے، یعنی بالواسطہ طور پر مرزا نے اپنی وحی یا الہام کو قرآن سے بھی برتر قرار دے لیا۔دوسرے عالم اسلام کے چودہ سو سالہ علمی ذخیرہ کو اپنے قلم کی ایک جنبش سے کالعدم قرار دے دیا، حالانکہ صرف اور صرف احادیث سے ہی کسی مہدی یا مسیح کے آنے کی خبر ملتی ہے اور اسی علمی ذخیرہ کو رد کر دیا جس سے مرزا کو اپنے دعوے کی بنیاد ملی۔مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے مواد ملا (جسکو مرزا صاحب نے مرضی کے مطابق توڑا مروڑا)۔''جس تھالی میں کھائے، اسی میں چھید کرے''کے مصداق مرزا غلام احمد قادیانی صاحب جیسے،''صاحب لوگ''ہی ہوتے ہیں۔مال اکٹھا کرنے کے لئے بے سند (بقول مرزا صاحب) حدیث کام آتی ہے:

☆لیکن جب مال اکٹھا کرنے کی باری آتی ہے اسوقت انہی احادیث کو اپنے لئے کس طرح موم کی ناک بنا لیتے ہیں، پہلے اس حدیث پر جرح کرتے ہیں اور اسکو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ذرا آپ بھی پڑھئے،''ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کیوقت میں دمشق میں کوئی منارہ تھا، اس سے پایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی منارہ بنا تو وہ سند نہیں ہے''، اسی طرح آنحضرت کے وقت میں سن ہجری نہ تھا، یہ سن خلافت دوم میں بنا ہے تو اس حدیث سے سن ہجری کی صدی کیونکر مراد لی جاسکتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے وقت سن''فیل''مروج تھا اور اس سن کا سن ہجری سے ۵۳ سال کا فرق ہے، لہٰذا یہ حدیث سند نہیں ہے''(اصل فارسی اور عربی میں ہے) (آئینہ کمالات اسلام، رخ ص ۴۷۲/ ج ۵)

(جاری ہے)

قیوم قریشی (راولپنڈی)

گدھے پر ریشم کی چادر

فرمانِ خداوندی ہے کہ اللہ جو قادرِ مطلق ہے جسے چاہے ایمان و یقین کی روشنیوں سے منور صراطِ مستقیم پر رواں دواں کر دے اور جسے چاہے گمراہی کے گھپ اندھیروں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دے۔ اس کارخانہ قدرت میں یہ ضروری نہیں کہ جسے صراطِ مستقیم حاصل ہو گیا وہ کوئی بہت بڑا صاحب علم ہی ہو اور جو گمراہ ہو گیا وہ علم سے قطعی بے بہرہ تھا اور بظاہر جاہل مطلق تھا۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں بہت سے ایسے لوگ گزرے ہیں جو اپنے آپ کو علم و فضل میں یکتا سمجھتے تھے۔ لیکن انہیں صراطِ مستقیم نصیب نہ ہو سکا اور چشم فلک نے ایسے گنوار اور بے علم بھی دیکھے ہیں جو صراطِ مستقیم پر چلتے ہوئے دوسروں کے لیے ایک مثال بن گئے۔

دادا جان حکیم مولوی عمر دین مرحوم و مغفور اپنے وقت کے ایک نامور اور صاحب کمال طبیب بھی تھے اور مدرس بھی' طب کے شعبے میں وہ حکیم نورالدین کے شاگرد تھے جو خود طب کے شعبے کا اس وقت امام سمجھا جاتا تھا اور جس کے علم و فضل کا دور دور تک شہرہ تھا۔ ریاست جموں کشمیر میں حکیم نورالدین ایک طرح سے شاہی حکیم کے منصب پر فائز تھا۔ وہ دادا جان کو اپنا شاگرد رشید قرار دیتا تھا اور ان پر فخر کرتا تھا اور اس کا یہ فخر ہرگز بے جا نہیں تھا۔ یہ بات ایک مثال سے واضح ہو جائے گی۔ ایک دفعہ بیک وقت ایک ہی مرض میں مبتلا دو مریض آئے جن میں سے ایک اچھا خاصا امیر تھا اور دوسرا اتنا ہی غریب۔ امیر مریض تو نورالدین کے زیر علاج آ گیا اور غریب مریض دادا جان کے حصے میں آیا۔ دونوں کا علاج ایک ساتھ شروع ہوا اور دونوں ایک ساتھ صحت یاب ہوئے۔ امیر مریض نے اپنے معالج نورالدین کو ڈیڑھ سو روپیہ بطور نذرانہ پیش کیا اور غریب مریض نے اپنے معالج عمر دین کو صرف ڈیڑھ روپیہ دیا۔

بڑے ہلکے پھلکے انداز میں دادا جان مرحوم نے حکیم نورالدین سے شکوہ کیا:

> ''استادِ محترم! یہ تو بڑی ناانصافی ہوگی، ایک ہی طرح کی محنت کا معاوضہ آپ کو ڈیڑھ سو روپے ملے اور مجھے صرف ڈیڑھ روپیہ'' اس پر استاد نے شاگرد سے مخاطب ہو کر کہا کہ ''عمر دین! تم نے علم کمروں میں بیٹھ کر حاصل کیا ہے لیکن میں نے اسی علم کے حصول کے لیے کہاں کہاں خاک چھان ماری، تم اس کی تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں ایک مرتبہ صرف ایک مسئلے کے حل کے لیے ہر روز ایک گھوڑ سوار صاحب علم کے ساتھ نو دس میل تک دوڑتا چلا جاتا تھا اور اپنے سوالوں کے جواب حاصل کرتا تھا' اس لیے اس صاحب علم کے پاس کوئی اور فرصت کا وقت ہی نہیں تھا۔''

یہی وہ پس منظر تھا' جس میں جب حکیم نورالدین نے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی تو دادا جان مرحوم پریشان ہو گئے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی تھی کہ ایک اتنا بڑا عالم و فاضل' جس نے اتنی زیادہ محنت کے ذریعے علم حاصل کیا ہو' آخر کس طرح جھوٹی نبوت پر ایمان لا سکتا ہے۔ جس وقت یہ سب کچھ ہوا' اس وقت نورالدین ریاست کی ملازمت چھوڑ کر جا چکا تھا اور اس نے بھیرہ میں کوئی مطب قائم کر لیا تھا۔ دادا جان مرحوم اپنے استاد کے مرتد ہونے کی اطلاع پر جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں' بہت پریشان تھے اور وہ اپنی پریشانی کو دور کرنے کے لیے اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ بھیرہ پہنچ گئے۔ انہوں نے جب حکیم نورالدین سے اس کے ارتداد کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے کوئی کافی وشافی جواب دینے یا اس سلسلے میں کسی بحث میں الجھنے سے انکار کر دیا' لیکن اپنے شاگرد رشید کے شدید اصرار پر وہ کچھ نہ کچھ کہنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے دادا جان اور ان کے ساتھی کو مشورہ دیا کہ:

''آپ دونوں مسجد میں قیام کریں اور استخارہ کریں۔ آپ کو جو کچھ بھی نظر آئے
وہ آپ میرے سامنے بیان کر دیں''

دادا جان مرحوم کے ذہن میں تو اپنے استاد کا علم و فن تھا' اس لیے یہی بات اس وقت بھی ان کے ذہن پر سوار تھی' جب وہ نماز ظہر کے بعد استخارہ کی دعا کر کے سوئے' یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ ان کے ساتھی کے ذہن میں کیا تھا لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ دونوں کو ایک ہی طرح کی بشارت ہوئی۔ دونوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گدھا ہے' جس کے اوپر ریشم کی چادر پڑی ہوئی ہے۔ اور اس طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل و کرم سے کام لیتے ہوئے حکیم نورالدین کے علم و فضل کی اصل حقیقت کھول دی۔

ہمارے بزرگوں سے یہ ساری داستان جس طرح ہم تک پہنچی ہے' اس کی رو سے دادا جان اور ان کے ساتھی نے جب اپنے یکساں خواب حکیم نورالدین کو سنائے تو اس سے اس پر آمنا وصدقنا تو کہا لیکن اپنے ارتداد سے رجوع کرنے سے اپنی شدید معذوری کا اظہار کیا۔ وہ اپنے شاگرد دیرینہ کے سامنے اس قدر شرمندہ تھا کہ اس نے داد جان مرحوم سے آنکھیں ملائے بغیر ان سے جو کچھ کہا اس کا مفہوم کچھ یوں بنتا ہے:

''عمر دین! اصل حقیقت تم بھی جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں لیکن میں نے جو راہ اختیار کی ہے میں اس پر چلنے پر مجبور ہوں۔ اس لیے یہ سمجھ لو کہ آج سے میری اور تمہاری راہیں جدا جدا ہیں اور اب آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے بھی نہیں۔''

اور پھر ان کے درمیان کبھی کوئی ملاقات نہ ہوئی۔

نورالدین' جس کے علم و فضل کی حقیقت ہم گدھے پر ریشم کی چادر کے اشارے سے جان چکے ہیں' قادیانی مذہب مس ی خلیفہ اوّل قرار پایا اور پھر غلام احمد قادیانی کے مرنے کے بعد اس جھوٹے منصب پر فائز بھی رہا۔ بھیرہ سے

واپس آنے کے بعد دادا جان مرحوم ومغفور نے کئی راتیں سجدے کی حالت میں رو رو کر گزاریں۔ انہیں صدمہ یہ تھا کہ ان کے دل میں خواہ نورالدین کے جعلی علم وفضل کے حوالے سے ہی سہی' کچھ نہ کچھ تزلزل آخر پیدا کیوں ہوا اور وہ رو رو کر اللہ تعالیٰ سے اپنی اس لغزش کی معافی مانگتے رہے اور ہمیں ایمان کی حد تک یقین ہے کہ رب کریم نے انہیں اپنی بے پایاں رحمت کو بروئے کار لاتے ہوئے معاف کر دیا ہوگا۔ اس لیے کہ ان کی آل اولاد صراطِ مستقیم ہی پر رواں دواں رہی۔

اور ہم اس خدائے بزرگ و برتر کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمارے بزرگوں کو سیدھی راہ سے بھٹکنے نہ دیا اور الحمدللہ اس طرح ہمارا ''اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے آخری نبی ہیں'' پر ایمان قائم و دوائم ہے' ورنہ ہمارے سامنے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ اور ہیگ کی بین الاقوامی عدالت انصاف کے ایک سابق جج سر ظفر اللہ خان کی مثال بھی ہے' جس کی گمراہی کا سامان بھی غیب ہی سے ہو گیا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ظفر اللہ خان کو جب وہ لڑکپن ہی کے دور میں تھا' تین دن مسلسل خواب میں کوئی آدمی نیکی کے کاموں کی تلقین کرتا ہے۔

چند دن گزرنے کے بعد وہ سیالکوٹ میں اپنی والدہ کے ہمراہ رام تلائی کے میدان کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اسے وہاں کوئی شخص تقریر کرتا ہوا نظر آیا' اس نے اپنی ماں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہی وہ آدمی ہے جو مجھے خواب میں آ کر نیکی کے کاموں کی تلقین کرتا رہا ہے اور وہ غلام احمد قادیانی تھا۔ بس پھر کیا' سر ظفر اللہ خان بھی قادیانی ہو گیا اور اپنی تمام تر علمی قابلیت کے باوجود ارتدادی کی حالت میں مرا۔

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان

مرکزِ احرار
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

28 جولائی 2005ء
بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

فون: 061-4511961

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ادارہ

قادیانی لیڈروں کا دورۂ مصر ناکام، فتویٰ تکفیر کا اعادہ

دمشق (الاحرار/ نامہ نگار) یورپ سے تعلق رکھنے والے قادیانی جماعت کے سرکردہ لیڈروں نے ایک سازش کے تحت گذشتہ دنوں مصر کا دورہ کیا۔ قادیانی رہنماؤں کی سازش یہ تھی کہ مذاکرات کے ذریعہ عالم اسلام کی مشہور تعلیمی درسگاہ جامعۃ الازہر کے علماء کرام قادیانیوں پر لگنے والے کفر کے فتویٰ پر نظر ثانی کرنے کیلئے تیار ہو جائیں تا کہ عالم اسلام کو نقصان پہنچانے کا ایک نیا حربہ ہاتھ لگ جائے۔

ذرائع کے مطابق یورپ سے تعلق رکھنے والے قادیانی لیڈران انتہائی خفیہ طریقہ سے مصر پہنچے جہاں انہوں نے جامعۃ الازہر کے علماء کرام سے مذاکرات کی درخواست کی، جو جامعۃ الازہر کی دینی مشاورتی کمیٹی نے قبول کر لی۔ جس کے بعد شیخ الازہر ڈاکٹر محمد طنطاوی مدظلہ کی صدارت میں اجلاس ہوا۔ جس میں قادیانی لیڈروں نے اپنے عقائد پیش کئے اور دینی مشاورتی کمیٹی سے گذارش کی کہ ہم اسلامی نظریہ رکھتے ہیں اور اہل سنت ہیں لہٰذا ہمیں مسلمان قرار دیا جائے، اجلاس کے آخر میں الازہر کی دینی مشاورتی کمیٹی کے صدر ڈاکٹر سید طنطاوی مدظلہ نے قادیانی لیڈران سے کہا کہ آپ لوگوں نے یہ جو عقائد اور نظریات پیش کئے ہیں وہ باطل ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اور اس کے ماننے والے سب سے بدترین کفر کے مرتکب ہیں۔

شیخ الازہر ڈاکٹر طنطاوی مدظلہ نے جامعۃ الازہر کا ۱۹۵۹ء کا فتویٰ کفر برائے قادیانی جماعت دہراتے ہوئے قادیانیوں کا یہ مطالبہ نامنظور کر دیا کہ انہیں (قادیانیوں کو) مسلمان قرار دیا جائے۔ یاد رہے کہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام قادیانی اور اس کی جماعت پر اوّل کفر کا فتویٰ خاندان علماء لدھیانہ کے سرخیل مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ محمد صاحب لدھیانوی اور ان کے برادران نے دیا تھا، علماء لدھیانہ کے اس فتویٰ تکفیر کی تمام عالم اسلام کے علماء نے مکمل تائید فرمائی تھی، یہ فتویٰ آج بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ شیخ الازہر نے قادیانیوں کے مطالبات نامنظور کر کے جہاں قادیانیوں کے کفر کی مزید توثیق کر دی ہے، وہیں علماء لدھیانہ کے فتویٰ تکفیر کی تائید کا بھی اعلان کیا ہے کہ مرزا غلام قادیانی اور اس کی جماعت خارج از اسلام ہیں۔ شیخ الازہر کے اس فیصلہ سے اہل ایمان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ عالم اسلام کے متعدد رہنماؤں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، ختم نبوت اکیڈمی لندن کے مولانا عبدالرحمٰن باوا، مجلس احرار اسلام ہند کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی، مجلس احرار اسلام بنگلہ دیش کے صدر مولانا انور حسین، مجلس احرار اسلام جرمنی کے صدر محمد اعظم، احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد اور دیگر حضرات نے الازہر کے فیصلہ پر خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔ شیخ الازہر اور ان کے رفقاء کو اعلاء کلمۃ الحق پر مبارک باد دی ہے۔ قابل غور ہے کہ قادیانیوں نے اپنی اس تمام کارروائی کو خفیہ رکھا تھا اور درخواست دے کر الازہر کا اجلاس بھی خفیہ رکھنے کی گزارش کی تھی لیکن محافظین ختم نبوت میں شامل جاں نثار صحافی اس خبر کو منظر عام پر لے آئے۔ قادیانیوں کی اس ناکامی سے جہاں اہل ایمان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے وہیں قادیانی جماعت میں مایوسی کے بادل چھا گئے ہیں۔ ختم نبوت زندہ باد

زبیر احمد ظہیر

قادیانیت کا مستقبل......؟

شیخ راحیل احمد جرمنی میں قادیانیوں کے سربراہ تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی تو انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ گزشتہ سال وہ پہلی بار پاکستان آئے، ہمیں اطلاع ملی کہ ایک سال قبل قادنیت سے تائب ہونے والے خوش نصیب راحیل احمد آج ہی لاہور پہنچے ہیں اور مجلس احرار اسلام لاہور کے دفتر میں ہیں۔ اس وقت حسن اتفاق سے شفیع الرحمٰن احرار کراچی میں ہمارے ساتھ موجود تھے، انہوں نے لاہور میں سید کفیل شاہ بخاری سے رابطے کا مشورہ دیا۔ انہیں فون کیا، انہوں نے بتایا کہ شیخ راحیل میرے پاس بیٹھے ہیں۔ ہم نے ان سے انٹرویو کرنے کی بات کی تو شاہ جی نے ریسیور شیخ راحیل کو تھما دیا۔ ہم نے قادیانیوں کی تعداد سے عادات تک ساری باتیں ان سے پوچھ ڈالیں۔ پھر ہم نے قادیانیوں کے اس طریق واردات کے بارے میں استفسار کیا جس کے سہارے قادیانیت برسوں سے احمدیوں کی دل جوئی کرتی آرہی ہے اور انہیں مایوس کن صورتحال میں اپنی اہمیت کا احساس دلاتی ہے۔

اس سوال پر شیخ راحیل نے جو انکشاف کیا، اس نے ہمیں شیخ راحیل کا انٹرویو بھی دل جمعی سے لکھنے نہ دیا۔ چونکہ وہ انکشاف ہی کچھ ایسا تھا جس کا ہمارے پیشے سے گہرا تعلق تھا۔ لہٰذا ہمیں وہ انٹرویو رپورٹ کرتے وقت بار بار سوچنا پڑا اور ہر بار یہ خیال آتا رہا کہ اس انٹرویو کو رپورٹ نہ کیا جائے۔ مبادا کہیں ہم بھی اس گناہ میں شامل نہ ہوجائیں جو قادیانیت کی تقویت کا سبب بنتا ہے مگر ہم قادیانیت کی سرکوبی کے لئے علماء کرام کی اس طویل جدوجہد اور ہزاروں قربانیوں کو بھی فراموش نہ کرسکے۔ اس لئے کہ ختم نبوت کی تحریک اور قربانیاں ایک حقیقت ہے جو اب ہماری ملکی تاریخ کا اہم حصہ ہے لہٰذا ہم ایک خیال اور گمان پر حقیقت کو قربان نہیں کرسکتے تھے کیونکہ اس طرح تو ایک حقیقت کو جھٹلانے کا گناہ سرزد ہوجاتا جس کا کوئی ذی شعور متحمل نہیں ہوسکتا۔ قادیانیت کے طریق واردات کے حوالے سے شیخ راحیل کا انکشاف یہ تھا کہ قادیانی اپنے خلاف اخبارات و رسائل میں چھپنے والی خبروں اور مضامین کو قادیانیت کی تقویت کے لیے استعمال کرتے ہیں اور اپنے لوگوں کو من گھڑت مذہب پر قائم رکھنے کے لیے انہیں بتاتے ہیں کہ ہم سے مسلمان کتنے خائف ہیں۔ انہیں پاکستان میں ہر جگہ قادیانی نظر آتے ہیں، سرکاری عہدوں پر اور ہر شعبے میں انہیں قادیانی ہی دکھائی دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

قادیانی رہنما اپنے لوگوں کو بتاتے ہیں کہ اگر ہمیں کافر قرار دینے کے باوجود بھی مسلمان ہم سے خائف ہیں تو یہ ہماری کامیابی کی علامت ہے اس طریق واردات سے مایوس اور تذبذب کا شکار قادیانی بھی رام ہوجاتے ہیں۔ اس انکشاف پر ہمیں شیخ راحیل کے انٹرویو سے بھی ایسا ہی لگنے لگا کہ یہ انٹرویو کب قادیانیت کی تقویت کے لئے استعمال ہوگا۔

اس طریق واردات کی تفصیلات سے پیدا ہونے والے سوال پر ہم نے قادیانیت کے خلاف بولنے والے علماء کرام کو لاجواب کرنا شروع کر دیا۔ پھر ہمیں خیال آیا کہ اخبارات کی کٹنگ اور علماء کرام کے قادیانیت کے خلاف بیانات شاید قادیانیت کی تقویت کا اتنا سبب نہ ہوں جتنا ہمارے سوالوں کا یہ سلسلہ قادیانیت کی تقویت کا سبب بن رہا ہے۔ پھر اس پر ہم نے قادیانیت کے خلاف ایسی معلومات جمع کرنے کا تہیہ کر لیا جو اخبارات میں رپورٹ ہونے کے باوجود بھی قادیانیت کی تقویت کا کبھی سبب نہ بن سکیں۔ ہم اس کاوش میں کتنے کامیاب ہوئے اس کا فیصلہ تو قارئین ہی کریں گے۔ ہمیں صرف وہ معلومات دینی ہیں جن کا تعلق قادیانیت کے اندرونی اختلافات سے ہے۔ یہ اختلافات اب بغاوت کی شکل اختیار کر چکے ہیں اور یہ بغاوت اس یورپ میں ہوئی ہے جو اس وقت قادیانیت کے بیس کیمپ کا درجہ رکھتا ہے۔

یورپ میں قادیانیوں کے چار گروہوں نے قادیانی سربراہ مرزا مسرور سے بغاوت کر دی ہے۔ مرزا مسرور سے بغاوت کرنے والا ایک گروہ کینیڈا میں سرگرم ہے جس کی قیادت مبشر ڈار نامی قادیانی کر رہا ہے۔ یہ گروہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کو تو تسلیم کرتا ہے تاہم خلافت کے معاملے پر اس گروہ نے جمہوری طریق سے خلیفہ کے انتخاب کی حمایت شرع کر دی ہے۔ یہ گروہ خلافت پر موروثیت کے قبضے کے سخت خلاف ہے۔ اس کی پاداش میں اس گروہ کو مرزا مسرور نے قادیانیت سے نکال دیا ہے۔ دوسرا بڑا گروہ جرمنی میں سرگرم ہے۔ عبدالغفار چیمہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی مصلح موعود کی پیشین گوئی کا مصداق مرزا محمود کو ٹھہرانے کی بجائے خود کو باور کرانا شروع کر دیا ہے، اس وجہ سے اس گروہ کو بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ مرزا مسرور نے اپنے مریدوں کو ان گروہوں سے مراسم رکھنے سے روک دیا ہے۔ تیسرا بڑا گروہ ان قادیانیوں کا ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو تو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کے سارے جانشینوں بشمول مرزا ناصر، مرزا محمود، مرزا مسرور کے سخت مخالف ہیں اور انہیں کھلے عام برا بھلا کہتے ہیں۔ چوتھا بڑا گروہ ان قادیانیوں کا ہے جو قادیانیت کے ۲۸ قسم کے چندوں اور ٹیکسوں سے تنگ ہیں اور اپنی بدحالی کا ذمہ دار مرزا مسرور کو گردانتے ہیں۔

ان باغی گروہوں نے قادیانیوں کی نوجوان نسل کو بھی اپنا ہم خیال بنانا شروع کر دیا ہے تاکہ ان چندوں سے قادیانیوں کی جان چھڑائی جاسکے۔ اگر یہ باغی تحریک کامیاب ہوگئی تو چندوں کا سلسلہ بھی گھٹ جائے گا اور اس کے نتیجے میں مجبوراً مرزا مسرور کو جانشین کا انتخاب ووٹ کے ذریعے کرنا ہوگا، پھر خلافت جھوٹے نبی کے خاندان سے بغیر کسی الہام کے ختم ہو جائے گی۔ قادیانیت کے یہ باغی گروہ اگرچہ الگ کر دیئے گئے مگر ان گروہوں کی قادیانی سربراہوں کے خاندانوں کے خفیہ معاملات تک رسائی ہے۔ مرزا ناصر کے بیٹے مرزا القمان کے جنسی اسکینڈل کو منظر عام پر لانے اور ویب سائٹس پر اسے لانچ کرانے میں ان ہی باغی گروہوں کا ہاتھ ہے۔

بقیہ صفحہ ۴۷ پر

شیخ راحیل احمد (جرمنی)

جرمنی میں ایک اور قادیانی فیملی کا قبول اسلام

قادیانی سازشوں کا ہر میدان میں مقابلہ کریں گے (سید منیر احمد شاہ)

جرمنی کے شہر اوسنا بروک کے رہائشی سید منیر احمد شاہ، جو کہ پیدائشی قادیانی تھے، نے اپنی بیوی اور چار بچوں سمیت قادیانی مذہب پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کرلیا ہے (الحمدللہ)۔ سید منیر احمد شاہ، قادیانی جماعت میں مختلف مقامی عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ اوران کے بیان کے مطابق وہ تیسرے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد کے بیٹے مرزا فرید احمد کے قریبی حلقے میں شامل تھے اور چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں اسکی (ایمبیسی) سگریٹ کی ایجنسی چلاتے رہے ہیں۔ ان کی بیوی شاکرہ بیگم، مرزا غلام احمد قادیانی کے مشہور بدنام زمانہ شاعر قاضی ظہور الدین اکمل (محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں۔ [نعوذ باللہ۔ ناقل]) کی بھتیجی ہیں۔ کچھ عرصہ قبل منیر شاہ نے مقامی عربی مسلمانوں کی مسجد میں جا کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا، لیکن قادیانی سازشوں کی وجہ سے اس اعلان کی اشاعت نہ ہوسکی۔ کیونکہ اس کی اشاعت سے قادیانیوں کے مورال پر اثر پڑتا۔ اس کی خاکسار کو اطلاع ہوئی تو فوراً منیر شاہ صاحب سے رابطہ کیا اوران کے ساتھ پروگرام طے کر کے ۱۲ رجون ۲۰۰۵ء اتوار کے روز، خاکسار اور برادرم افتخار احمد دوسرے رفقاء کے ساتھ کولون شہر سے روانہ ہوئے اور تقریباً تین سو کلومیٹر دور اوسنا بروک پہنچے۔ راستے میں خدا تعالیٰ نے ایک معجزہ دکھایا کہ خاکسار کی گاڑی نیند کا جھونکا آنے کی وجہ سے بے قابو ہوکر موٹر وے کی درمیانی ریلنگ سے ٹکرائی اور گھومتی ہوئی تین چکر کھا کر ایک کھائی میں جا گری۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے نام کے صدقے گاڑی میں بیٹھے ہووں کو اسطرح بچایا کہ کسی کو ایک خراش تک بھی نہیں آئی اور گاڑی کو بھی بہت معمولی نقصان پہنچا۔ اوسنا بروک میں مقامی مسلمانوں نے جلسہ کا انتظام کیا تھا۔ اس جلسہ سے خاکسار (شیخ راحیل احمد)، افتخار احمد صاحب اور سید منیر احمد شاہ نے خطاب کیا، اس جلسہ میں تبلیغی جماعت کے کچھ دوست ہنوور سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس جلسہ میں خاکسار نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی پر تقریر کی۔ برادرم افتخار صاحب نے مرزا قادیانی کے حلیہ اور اخلاق پر حاضرین کو بتایا۔ اس کے بعد اپنے خطاب میں منیر احمد شاہ صاحب نے ان قادیانی سازشوں اوران پر ہر طرف سے پڑنے والے دباؤ کی تفصیل بتائی اور جلسہ میں انہوں نے اور دوسرے حاضرین نے عہد کیا کہ وہ ختم نبوت کے کام کے لئے آئندہ اپنا دن اور رات ایک کردیں گے اور قادیانی سازشوں کا ہر میدان میں مقابلہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر چودھری ثناء اللہ بھٹہ، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے جناب سید منیر احمد شاہ اوران کے خاندان کو اسلام قبول کرنے پر مبارک باد دی ہے اوران کے لیے ایمان کی استقامت کی دعا کی ہے۔

عینک فریدی

زبان میری ہے بات اُن کی

- مشرف کی صدارت غیر آئینی ہے۔(قاضی حسین احمد)
- مگر اسے طول دینے میں کس کا ہاتھ ہے؟
- آٹے کا تھیلا مزید پانچ روپے مہنگا!

آٹا مہنگا ہویا تے کی ہویا　　لوکو !شور مچاؤن دا حق کوئی نہیں
تے میرے ملک وچ کسے غریب نوں وی　　چینی چا وچ پاؤن دا حق کوئی نہیں

- زرداری نے بلاول کی سیاسی تربیت شروع کر دی۔(ایک خبر)
- لوٹ مار، قید، ڈیل، رہائی۔ بیٹا! بات سمجھ میں آئی۔
- عوامی مقامات پر پنکھے لگانے کا آغاز ملتان سے ہوگا۔(گورنر خالد مقبول)
- چلو غریبو! ملتان چلو!
- پسند کی شادی نہ ہونے پر، نوجوان نے خودکشی کر لی۔(ایک خبر)

جو اس کا اہل ہے اسے ملتی ہے اہلیہ　　ہر ایک کے نصیب میں منے کی ماں کہاں

- ترقی کے فوائد عام آدمی تک پہنچنا شروع ہو گئے۔(وزیر اعظم شوکت عزیز)
- غریبوں کے گھروں میں ہن برسنے لگا۔
- پاکستانی خواتین کو برقع کے بغیر دیکھ کر حیرت ہوئی۔(ایڈوانی فیملی)
- روشن خیالی کا دور ہے اور ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت ہے۔ حیرت کس بات پر؟
- امریکی فوجیوں نے پانچ بار توہین قرآن کی۔(پینٹا گون)

شورش ''پینٹا گون'' پر اژدر برسنے چاہئیں　　آگ میں تپتے ہوئے پتھر برسنے چاہئیں

- ملٹری اکیڈمی میں لڑنے کے نہیں، حکومت کرنے کے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔(عابدہ حسین)
- یہ طریقے بھی فوج کو سیاستدانوں نے سکھائے۔
- عاصمہ جہانگیر کے ساتھ دوڑنے کو میرا بھی جی چاہتا ہے مگر روشن خیال اقلیت کے راستے میں انتہا پسند اکثریت رکاوٹ ہے۔(جنرل پرویز)
- آپ مختار مائی کے ساتھ دوڑ لگا لیں، راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالستار دامت برکاتہم
(صدر مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان)

مسلکِ اہل سنت والجماعت

(''خیر الفتاویٰ'' جامعہ خیر المدارس ملتان کی روشنی میں)

(۱)

سوال...... یزید کو بعض کافر کہتے ہیں بعض فاسق وفاجر۔ صحیح رائے کیا ہے؟

جواب...... یزید کے بارے میں مختلف باتیں کہی گئی ہیں لیکن اس کے کفر پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم یزید نے دیا تھا یا نہیں......؟

آپ کی شہادت سے اسکو خوشی ہوئی تھی یا رنج......؟

اس کے بارے میں دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔ حقیقت حال اللہ کو معلوم ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ محتاط پہلو اختیار کریں۔

(خیر الفتاویٰ جلد اوّل۔ ص ۴۹۰)
بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح: خیر محمد عفا اللہ عنہ
(مہتمم جامعہ خیر المدارس)

(۲)

اگر ملوکیت سے مراد ولی عہد بنانا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ولی عہد مقرر فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھے حضرات کے لئے یہ معاملہ سپرد فرمایا۔ اسی طرح پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے بعد ولی عہدی سپرد فرمائی (کمافی البدایہ) لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات سے یہ جگہ خالی ہوگی تو یزید کو ولی عہد مقرر کیا گیا پس یہ تو ایسی قابلِ ملامت بات نہیں۔

بادشاہی کوئی حرام چیز نہیں۔ قرآن کریم میں ہے ''**ابعث لنا ملکاً نقاتل فی سبیل الله**'' (سورۃ البقرۃ) ''**وجعلکم ملوکاً**'' (المائدہ) یزید کے لئے ظالم، جابر، فاسق، ملعون وغیرہ صفات کا اثبات بھی محل نظر ہے۔ خصوصاً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حیات میں تو قطعاً یزید ایسا نہ تھا۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۱، ص ۴۸۴)

بندہ مفتی عبدالستار عفا اللہ عنہ
(مفتی خیر المدارس، ملتان)
۱۴/۷/۱۳۹۹ھ

حضرت مفتی محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

سابق صدر مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان

(۳)

یزید کے بارے میں عادلانہ رائے

اہلِ سنت کا طریق، راہِ اعتدال کو اختیار کرنا ہے۔ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے نہ ہی برا بھلا کہا جائے اور نہ سب و شتم کیا جائے۔ نہ ہی یہ کوشش کی جائے کہ اسے اپنے مرتبے سے بڑھا کر خلیفۂ راشد قرار دیا جائے اور نہ ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہا جائے اور نہ ان کی تنقیص کی جائے۔ جیسا کہ بعض لوگ شیعہ کے خلاف ضد میں آ کر کہہ جاتے ہیں۔ سلامتی کی بات یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں جو اختلافات ہوئے ان کو موضوعِ بحث نہ بنایا جائے اور نہ ہی ان میں کوئی رائے زنی کی جائے۔

محمد عبداللہ غفر لہ

(خیر الفتاویٰ، جلد اوّل، ص ۱۳۵)

☆......☆......☆

شہیدِ ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق نائب امیر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت۔ پاکستان

سابق مدیر ماہنامہ ''بینات''۔ بنوری ٹاؤن، کراچی

یزید اور مسلک اہلِ سنت

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اور مفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں:

۱......کیا یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قریبی عزیز تھے یا نہیں؟

۲......کیا یزید پر لعنت جائز ہے؟

۳......جو امام یزید پر لعنت بھیجنے سے منع کرتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب سے مستفید فرمائیں

بندہ فضل قیوم

جواب:

۱......یزید کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خاندان میں رشتہ داری تھی۔

(یزید کی اہلیہ سیدہ اُمّ محمدؓ سیدنا جعفر طیار کی پوتی، سیدنا عبداللہ بن جعفر کی بیٹی اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بھتیجی تھیں)

۲......اہلِ سنت کے نزدیک یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں۔

یہ رافضیوں کا شعار ہے، قصیدہ بدالامالی جو اہل سنت کے عقائد میں ہے اس کا شعر ہے:۔

ولم یلعن یزیداً بعد موتِ

سوی المکثار فی الاعزاء غال

اسکی شرح میں علامہ علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ یزید پر سلف میں سے کسی نے لعنت نہیں کی۔ سوائے رافضیوں ،خارجیوں اور بعض معتزلہ کے جنہوں نے فضول گوئی میں مبالغہ سے کام لیا ہے اور اس مسئلہ پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں:

"فلاشک ان السکوت اسلم ،والله اعلم"

اس لیے اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نہ تو یزید پر لعنت کی جائے نہ حضرت حسینؓ کے مقابلہ میں مدح وتوصیف کی جائے۔

۳......جو امام یزید پر لعنت کرنے سے منع کرتا ہے وہ اہلِ سنت کے صحیح عقیدہ پر ہے اور اس کے پیچھے نماز بلاشبہ صحیح ہے۔ جو لوگ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے وہ اہل سنت کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

(ماہنامہ ''بینات'' کراچی۔ شمارہ اگست ۱۹۸۱ء، ص ۶۲، ۶۳)

بقیہ از صفحہ ۴۲

یہ وہ معلومات ہیں جنہیں قادیانی کٹنگ کروا کر قادیانیت کی تقویت کے لئے کبھی استعمال نہیں کرسکتے اور نہ ہی اپنے ٹی وی چینل پر اس کی تردید کرسکتے ہیں، اس لئے کہ ان معلومات کی تردید بھی قادیانیوں کو وہاں تک لے جائے گی جہاں تک پہنچنے سے قادیانیوں کو بچانے کے لئے قادیانی سربراہوں نے مناظروں اور مباہلوں کا سلسلہ ختم کردیا ہے تاکہ مناظروں سے ہونے والی بدنامی سے بغاوت کا سلسلہ ختم ہوسکے لیکن اس سے بھی بغاوت کا سدباب نہ ہوسکا۔

قادیانیت میں بغاوت کیوں ہورہی ہے......؟ اس لئے کہ اس کی ساری قیادت مرزا غلام احمد قادیانی کے مشن پر مکمل نہیں چل رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے احکامات میں اتنا تضاد ہے کہ کوئی بھی اس کی ہدایات پر مکمل عمل نہیں کرسکتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک ایک ہدایت نامے کی تشریح مرزا غلام احمد کی زبانی اتنی زیادہ اور اس قدر متضاد ہے کہ اس پر عمل ممکن ہی نہیں۔ اس صورتحال سے پتہ چلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مشن پر چلنا کسی آنے والے قادیانی سربراہ کے لئے بھی ممکن نہیں۔ اس لیے بھی کہ اس پر مرزا غلام احمد قادیانی خود ساری زندگی عمل نہیں کرسکا۔

تحریکِ تجدیدِ اسماءالصحابہ والصحابیات ادارہ

بچوں اور بچیوں کے نام

اسماءالصحابہ......(س)

سِنَان	نیزہ	سَعِید	مبارک،خوش بخت
سُفْیَانْ	تیز چلنے والا، بہادر، سردار، بزرگ	سَعَدْ	نیک بخت
سُلَیْک	راہ گیر	سُرَاقہ	پوشیدہ
سَائب	آزاد،خودمختار	سلمان	سلامت، ذرّہ
سَکْرَانْ	مَست	سُدَیس	لڑکپن
سُھیل	آسانی وسہولت والا، روشن ستارہ	سلیمان	پرامن،سلامتی والا،صلح جو،ایک جلیل القدر پیغمبر

(ش)

شَمَّاسْ	چمکیلا، خادم	شُرَیح	وضاحت کرنے والا
شَرَاحِیل	وضع کرنے والا	شِھَاب	روشن ستارہ،ٹوٹا ہوا تارہ،شعلہ رخ
شَبِیب	نوجوان	شَیْبَان	برف، سردمزاج
شقْرَانْ	گلِ لالہ، سرخ وزرد رنگ والا (نبی کریم ﷺ کے غلام)		

(ص)

صَبِیح	صبح، روشن، خوبصورت	صَامِتُ	خاموش، ساکت
صَھْبَان	سرخ وسفید بالوں والا	صَفْوان	چٹان، چمکیلا پتھر
صُھَیب	بہت خوبصورت، سرخ وسفید		

(ض)

ضَحَّاک	ہنسنے والا، ہنس مکھ	ضِمَاد	معالج

ضِمَام	ملنا،ملنسار	ضُمَیْر	پوشیدہ
ضَرّار	صابر،دشمن کے لیےنقصان دہ		

(ط)

طَلْحَہ	نعمت،تازگی	طالوت	بادشاہ،لمبی عمر والا
طاھر	پاک،خالص (نبی کریم ﷺ کےفرزند کا نام)	طَیِّب	خوشبو،نفیس،پاکیزہ (نبی کریم ﷺ کےفرزند کا نام)

(ظ)

ظَھیر	دوست،ہم دم،مددگار،ساقی	ظِبْیان	شک کی جگہ پر نہ ٹھہرنے والے (یہ ہرنوں کی صفت سے ہے)

(ع)

عکرمہ	کبوتر،قاصد	عائد	پناہ لینے والا
عُبَادہ	خادم،بہت زیادہ عبادت کرنے والا	عَدّاس	نگران ہمیشہ کا مسافر،بہت خدمت کرنے والا
عِتْبَان	ڈانٹنے والا	عِرْبَاض	مضبوط
عُبَیْدہ	خدمت گار	عُمَیْس	طاقت ور
عَدْنَان	سردار،نیک،جنتی،خوش قسمت	عِیَاض	نائب،خلیفہ،بدلہ دنیا
عُکّاشَہ	مکڑی کا جالا،کمزور،لچک والا	عَامِر	آباد کرنے والا
عُقْبَہ	انجام،مستقبل	عَمّار	صاحبِ علم،باوقار،نماز میں جماعت کا پابند،نیک صفات والا،بلند مرتبہ
عُمَیْر	خوبیوں والا،بھرپور،معمور،لبریز(عمیر بن حمام،بدر کے پہلے شہید،ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں کہ جنت میں جانے میں تاخیر ہو رہی ہے)	عُزَیر (عبرانی)	اللہ کا بندہ،ایک پیغمبر کا نام
عوف	مہمان،شیر،اولاد کیلئے محنت کرنے والا	عوف	مہمان،شیر،اولاد کیلئے محنت کرنے والا

اسماء الصحابیات......(س)

سَوْدَہ	سرداری، آرام والی، صحت مند (ام المؤمنین)	سَائِبَہ	آزاد کی ہوئی
سِدْرَہ	عرش الٰہی کی داہنی جانب بیری کا درخت	سَفَانَہ	کشتی، موتی
سَفِیْنَہ	باہمت، بحری جہاز	سُمَیْرَا	کہانی کار، گندمی رنگ والی
سَمْرَہ	قصہ گو، گندمی رنگ والی	سُنبلہ	خوشہ، ستارہ، کونپل، شاخ
سُمَیَّہ	بلند، علامت، ہم نام	سَخِیْلَہ	صاف کرنے والی
سُکَیْنَہ	سکون والی	سِبِیْعَہ	ساتویں
سَنِیَّہ	بلند مرتبہ والی	سُھَیْمَہ	حصہ دار
سَانَہ	چمکیلی (نبی کریم ﷺ کے گھر کی خادمہ)	سَارِیَہ	چلنے والی، ستون
سَمِیْحَہ	حلیم الطبع، شریف، پارسا، نیک اوصاف والی	سِیُمَاء	خوشبو

(ش)

شُمَیْلَہ	اچھی عادت والی	شَفَا	صحت، کنارہ
شَقِیْقَہ	شریک، سگی بہن	شِیُمَاء	خوشبو

(ص)

صَفِیَّہ	منتخب، چنی ہوئی، اوصاف والی (ام المؤمنین)	صِمَّاء	بند، مضبوط
صَھْبَاء	سرخ وسفید، شیرنی	صَخْرَہ	چٹان

(ض)

ضَمْرَہ	ماہر، پوشیدہ	ضُمیرہ	پوشیدہ، راز
ضُبَاعَہ	تیز رفتار		

(ط)

طاھرہ	پاک صاف	طَیِّبَہ	پاکیزہ

طُلَیْحَه	مختصر دستاویز	طُعَیْمَه	ذائقہ چکھنے والی کا تصغیر ہے

(ع)

عَائِشَه	زندگی والی (ام المؤمنین)	عَطِیَّه	تحفہ
عَالیه	اونچی	عَقِیْلَه	عقل مند
عَمَّارَه	آبادی	عُمَیْرَه	آباد
عَفْرَاء	سفید زمین	عَفِیْرَه	صاف
عَاتِکَه	شریف، نیک، خالص، سچی، خوشبو والی	عَیْشاء	خوش عیش
عَزِیْلَه	ہرن	عَسِیْلَه	عزرہ

(غ)

غَزِیْلَه	ہرن، کثرت	غَضِیْرَه	بخشی ہوئی

(ف)

فُکَیْهَه	خوش طبع	فَرِیْعَه	شاخ
فِضَّه	چاندی، قیمتی	فَارِعَه	عمدہ، بلند مرتبہ
فَاخته	امن پسند، ایک پرندے کا نام	فَرْوَه	معزز، باوقار
فَرِیْرَه	بچے والی	فَاطِمَه	جہنم سے آزاد، بچانے والی چھڑانے والی (بنتِ رسول اللہ ﷺ)
فَضَالَه	فضیلت والی		

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● کتاب: ''فیضانِ آزاد'' مرتب: جاوید اختر بھٹی

ضخامت: ۱۷۶ صفحات قیمت: ۱۲۰ روپے

ناشر: دارالکتاب' کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

معروف افسانہ نگار، ادیب، نقاد اور محقق جناب جاوید اختر بھٹی کی مرتب کردہ کتاب ''فیضانِ آزاد' میرے سامنے ہے۔ اس کتاب کا خوبصورت گیٹ اپ ہی قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

ہمارے ہاں کالجز اور یونیورسٹیز میں نصاب مرتب کرنے والے بعض ایسے فاضل پروفیسرز ہیں جو اردو ادب کی ایسی نام ور ہستیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں جس سے ان شخصیات کو تو خیر کیا نقصان پہنچنا ہے' طلباء کی ادب شناسی کو ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ مثلاً بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان میں ایم اے اردو کا تیسرا پرچہ اسلوب (Stylistic) کا ہے۔ جس میں نام ور صاحب طرز انشاء پردازوں کا تنقیدی مطالعہ شامل ہے لیکن اس فہرست میں مولانا ابوالکلام آزاد اور چودھری افضل حق جیسے کئی نام ور صاحب طرز انشاء پردازوں کی بجائے سجاد انصاری اور علی عباس جلال پوری کو شامل کیا گیا ہے۔ جلالپوری بڑا فلسفی ہے لیکن صاحب طرز انشاء پرداز ہونا ہماری سمجھ سے بالا ہے اور سجاد انصاری کی فقط یہ ''خوبی'' کہ اس نے عقیدۂ آخرت کا مذاق اڑایا ہے۔ صاحب طرز انشاء پرداز ہونے کے لیے کافی ہے حالانکہ اس نے خود مولانا آزاد کی نثر کو اس طرح خراجِ عقیدت پیش کیا ہے:

''میرا عقیدہ ہے کہ اگر قرآن نازل نہ ہو چکا ہوتا تو
مولانا آزاد کی نثر اس کے لیے منتخب کی جاتی یا اقبال کی نظم''
(محشر خیال)

بے شک جناب جاوید اختر بھٹی کا نام ملتان کے ترقی پسند ادیبوں کی فہرست میں نمایاں ہے لیکن وہ ادب کی ایسی نام ور شخصیات سے اس طرح کا تعصب نہیں رکھتے۔ جس طرح کا محدود مطالعہ رکھنے والے اکثر ادباء رکھتے ہیں۔ جاوید اختر بھٹی نہ تو مدرسانہ ضرورتوں کے تحت لکھتے ہیں اور نہ ہی اپنی زندگی میں اگلے گریڈ کی جستجو کے لیے تحقیق کرتے ہیں نہ ہی اردو ادب کی ترقی کے لیے بنائے گئے اداروں میں کرسی حاصل کرنے کے لیے لکھتے ہیں۔ بلکہ صرف اپنے ذوق کی تسکین کے لیے ادب کی خدمت کرتے ہیں۔

جاوید اختر بھٹی کا یہ انتخاب آزاد شناسی کے لیے نہایت کارآمد ہے۔ ''فیضانِ آزاد'' کے پہلے ایڈیشن کی اس قدر پذیرائی ہوئی کہ انہیں دوسرا ایڈیشن اضافے کے ساتھ شائع کرنا پڑا۔ بلکہ اس انتخاب سے ان کی اس قدر حوصلہ افزائی ہوئی ہے کہ اب انہوں نے اردو کے کلاسیکل شعراء کے کلام کے انتخاب بھی شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اور یہ اس وقت تک شائع کرتے رہیں گے جب تک کہ عام انتخابات نہیں ہو جاتے۔

جاوید اختر بھٹی نے ''فیضانِ آزاد'' میں مولانا آزاد کے خوبصورت نثر پاروں اور بہترین شاعری کا انتخاب پیش کیا ہے۔ بھٹی صاحب نے مولانا آزاد کی نثر کو مختلف عنوانات کے تحت پیش کیا ہے۔ مثلاً ''فلسفہ و مذہب، تاریخ و سیاست، لسانی مباحث، ماضی کے جھروکے سے'' اور دیگر موضوعات جو مرتب کی محنت اور عرق ریزی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اسی طرح شروع میں مولانا آزاد کا سوانحی خاکہ سن وار پیش کیا ہے جو اُن کی تحقیقی کاوش کا عکاس ہے۔ اس کے علاوہ برعظیم پاک و ہند کی ایسی بیس نامور ہستیوں کی آراء بھی پیش کر دی ہیں جو ادب اور سیاست میں بلند مقام رکھتی ہیں۔ مرتب نے شورش کاشمیری، ساغر نظامی، ساغر صدیقی اور جگن ناتھ آزاد کے مولانا آزاد کے لیے منظوم خراجِ عقیدت کو بھی شامل کتاب کیا ہے لیکن سب سے اہم کتاب کا انتساب ہے جو جاوید اختر بھٹی کی حریتِ فکر، سامراج دشمنی، علم دوستی اور آزاد سوچ کی عکاسی کرتا ہے:

''مولانا ابوالکلام آزاد سے بے پناہ
محبت اور عقیدت رکھنے والے
ایک عظیم انسان ''شاہ جی''
(سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)
کے نام''

اس خوبصورت مجلد کتاب کی پشت پر وہ تحریر پیش کی ہے جو ''روشنی کے سفر'' کے نام سے دیباچے کے طور پر لکھی گئی ہے۔ اس خوبصورت تحریر میں مرتب نے مولانا آزاد کی نثر کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ اوپر چوکھٹے میں مولانا آزاد کی تصویر ہے۔ میرے خیال میں یہاں جاوید اختر بھٹی کی تصویر ہونی چاہیے تھی کہ نیچے تحریر انہی کی ہے۔ لیکن جاوید اختر بھٹی اپنی تصویر شائع کرانے کے شوقین ہیں نہ شہرت کے۔ وہ ایک مخلص اور بے لوث ادیب ہیں۔ وہ گمنامی میں رہ کر نثر ادِنو کو نامورں سے متعارف کرانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔

یہ کتاب دارالکتاب لاہور یا بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان میں مل سکتی ہے۔ اہل ذوق کے لیے اس کتاب کی قیمت ۱۲۰ روپے کچھ بھی نہیں۔

(تبصرہ: محمود الحسن قریشی)

● کتاب: ''مقامِ رسول ﷺ اپنوں اور غیروں کی نظر میں'' مؤلف: محمد اکرم کمبوہ

ضخامت: ۲۴۰ صفحات قیمت: ۱۲۰ روپے ناشر: دارالکتاب' کتاب مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر کئی زبانوں میں ہزاروں کتابیں اب تک لکھی جا چکی ہیں۔ لکھنے والوں میں اپنے اور غیر سبھی شامل ہیں۔ زیر نظر کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں مرتب نے اپنوں اور غیروں کی تحریروں سے اقتباسات یکجا کر دیئے ہیں اور حوالہ بھی درج کر دیا ہے۔ جس میں نثر کے ساتھ ساتھ نظم پارے بھی ترتیب دیئے گئے ہیں۔ جن کی کتابوں کے اقتباسات لیے گئے ہیں ان کے قابل ذکر نام یہ ہیں ''شبلی نعمانی، مولانا اشرف علی تھانوی، ابوالکلام آزاد، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق، آغا شورش کاشمیری، نسیم حجازی، عرش ملسیانی، ساحر ہوشیار پوری، سر ولیم میور، نپولین بوناپارٹ، لیوٹالسٹائی، ڈاکٹر کلارک، ڈاکٹر آرنلڈ، ہولڈرس، لالہ شیام، ناتھ دہلوی، ماسٹر شنکر داس گیانی، رام دیو ایم اے، ایڈورڈ گبن، سورمی لکشمن پرشاد، چودھری چھوٹو رام، رابندر ناتھ ٹیگور، لالہ لاجپت رائے، لالہ پنڈت ہری چند اختر، ۔رنگین خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ کتاب جاذب نظر ہے۔

● کتاب: ''جمالِ محمد ﷺ کا دلربا منظر'' مصنف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۲۰۶ صفحات قیمت: ۱۲۰ روپے ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد، نوشہرہ

حسنِ یوسف ، دمِ عیسیٰ ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مصنف نے اس کتاب میں رسول اکرم ﷺ کے چہرۂ انور، جسمِ اطہر، حسن و جمال، نورانیت، اعجاز و کمال کا تذکرہ کیا ہے اور اس بابت شمائل ترمذی کی ان بائیس احادیث کی توضیح وتشریح پیش کی ہے جن میں نبیٔ آخر الزمان ﷺ کے حسنِ کردار کے ساتھ ساتھ آپ کے نورانی چہرۂ اطہر کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

معیاری پرنٹنگ، خوبصورت ٹائٹل، کتاب جاذب نظر ہے۔

● کتاب: ''زندگی سیاسی وانقلابی امام اعظم ابوحنیفہؒ '' تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

مترجم فارسی: حافظ محمد علی شہ بخشی (ایران) ضخامت: ۱۰۴ صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ، خالق آباد نوشہرہ سرحد، پاکستان

کتاب زیرِ عنوان میں مؤلف نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سیاسی اور انقلابی زندگی کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اصل کتاب اردو میں ہے جسے اب فارسی زبان میں شائع کیا گیا ہے۔ مؤلف نے پیش لفظ میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت امام اعظمؒ کے بارے میں بہت سے سوالات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اس ضمن میں فرصت

کے مطابق تاریخی شواہد بھی جمع کیے ہیں۔علاوہ ازیں ان کی طرف سے امام ابوحنیفہؒ کے سیاسی مسلک کی وضاحت اس لیے ضروری سمجھی گئی کہ جتنے بھی اسلامی افکار کے داعی گروہ ہیں وہ بدوں اختلاف اسی کتاب سے بہرہ مند ہوسکیں۔

● کتاب: ''روئے زیبا کی تابانیاں'' مؤلف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ضخامت: ۱۵۶ صفحات قیمت: ۹۹ روپے ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ، خالق آباد، نوشہرہ

اس کتاب میں مؤلف نے رسول پاک ﷺ کے وہ معمولات جمع کردیے ہیں جن کا تعلق آپ کے لباس، بال، سرکی مانگ، غسل، ریش مبارک اور دوسرے مسنون شمائل وخصائل حمیدہ سے ہے۔اس میں شمائل ترمذی کی ان اڑتالیس احادیث کی تشریح وتوضیح پیش کی گئی ہے جن میں آپ کے ان معمولات کا ذکر ہے۔خوبصورت جلد اور رنگین ٹائٹل نے کتاب کی جاذبیت میں اور اضافہ کردیا ہے۔

● کتاب: ''کشف وکرامتِ صوفیہ'' مؤلف: اقرار حسین شیخ

صفحات: ۱۴۲ قیمت: ۸۰ روپے ناشر: دارالکتاب، کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

اللہ کے حکم سے اگر کسی نبی کے ہاتھ سے کوئی خلافِ معمول بات سرزد ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔اگر کسی نیک آدمی کے ہاتھ سے ایسی بات سرزد ہو اسے کرامت۔اور اگر کسی کافر کے ہاتھ سے سرزد ہو تو اسے استدراک کہتے ہیں۔زیر تبصرہ کتاب میں صوفیائے کرام کی کشف وکرامات کا انتخاب پیش کیا گیا ہے اور کتاب کے آخر میں ان تمام کتب کی فہرست بھی دے دی ہے جن سے یہ واقعات اخذ کیے گئے ہیں۔بہتر ہوتا اگر مؤلف تحقیق کے بعد صرف ثقہ واقعات کا ہی چناؤ کرتے۔بہت سی باتیں ایسی ہیں جو رطب ویابس کے ضمن میں آتی ہیں۔(تبصرہ: ابوالادیب)

ادارہ

اخبارُالاحرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

● قرآن کریم کی بے حرمتی کے خلاف مجلس احرار اسلام ملتان کا احتجاجی مظاہرہ

ملتان (۲۷مئی) گوانتا ناموبے میں امریکی فوجیوں کے ہاتھوں قرآن کریم کی گستاخی کے خلاف مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام چوک ایم ڈی اے ملتان میں احتجاجی مظاہرہ ہوا۔مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کلام الٰہی کی توہین پر امریکہ عالم اسلام سے معافی مانگے اور ان تمام ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے قرار واقعی سزادے۔انہوں نے کہا کہ دنیا بھر کے مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ تمام آسمانی کتب کا احترام لازم ہے اور ہم یہی توقع دیگر اقوام سے بھی رکھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی مقدس کتاب کے حوالے سے وہی رویہ اور نظریہ پیش کریں گے جو مسلمان دوسری مذہبی کتابوں کے بارے میں رکھتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ توہین قرآن کے واقعات صرف گوانتا ناموبے میں ہی نہیں بلکہ افغانستان اور عراق میں بھی ہوئے ہیں اور خود امریکی بریگیڈیئر جنرل جے ہڈ نے اعتراف کیا ہے کہ توہین قرآن کے پانچ واقعات رونما ہونے کا ثبوت ملا ہے۔اس اعتراف سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ مسلمانوں کا احتجاج بلاوجہ ہرگز نہیں بلکہ حقیقت میں جو واقعات رونما ہوئے ہیں، وہی اس کی بنیاد ہیں۔انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام توہین قرآن کے تمام واقعات پر بھرپور احتجاج کرتی ہے اور پاکستان میں موجود امریکی نائب وزیر خارجہ کرسٹینا روکا سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ جھوٹی تسلیوں کے بجائے ذمہ دار افراد کے خلاف حقیقی اقدامات کریں۔تا کہ عالم اسلام میں پایا جانے والا اشتعال کم ہوسکے۔انہوں نے تمام اسلامی ممالک سے مطالبہ کیا کہ جب تک توہین قرآن کے ذمہ داروں کو امریکہ قرار واقعی سزا نہیں دے دیتا اور آئندہ کے لیے ایسے واقعات نہ ہونے کی یقین دہانی نہیں کرادیتا تب تک اسلامی ممالک تمام امریکی سفارت خانوں کو بند کردیں۔

مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر چودھری ثناء اللہ بھٹہ، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، ناظم نشر و اشاعت عبداللطیف خالد چیمہ، ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری، سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی اور مولانا محمد مغیرہ نے اپنے مشترکہ بیان میں حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ نائب امریکی وزیر خارجہ کرسٹینا روکا تک پاکستانی عوام کے جذبات کو پہنچائے۔اور انہیں بتایا جائے کہ اہالیانِ پاکستان توہین قرآن کے واقعات کو امریکی پالیسی کے مطابق محض سرسری نظر سے نہیں دیکھتے۔بلکہ پاکستانی مسلمانوں کے نزدیک یہ واقعات ان کی مذہبی کتاب اور شعائر دینی کی توہین

پرمبنی ہیں' جسے وہ برداشت کرنے کے لیے کسی صورت تیار نہیں ہیں۔احرار رہنماؤں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ دین کی سربلندی کے لیے ہر قربانی دی جاسکتی ہے اور دینِ اسلام کے دشمنوں کے خلاف پوری امت کو متحد ہو کر مقابلہ کے لیے سامنے آنا ہوگا۔

● اسلام آباد بم دھماکے کے ذمہ دار وہ بیرونی سازش گر ہیں جنہوں نے ملک کو یرغمال بنا رکھا ہے

ملتان (۲۷ مئی) مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر چودھری ثناء اللہ بھٹہ، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، ناظم نشر واشاعت عبداللطیف خالد چیمہ، ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری، سردار عزیز الرحمٰن سنجرانی اور مولانا محمد مغیرہ نے اپنے مشترکہ بیان میں اسلام آباد میں خودکش بم دھماکے کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس واقعے کے بعد حکومت کی نااہلی ثابت ہوگئی ہے۔ بم دھماکے میں پچیس بے گناہ افراد کی موت ایک المناک حادثہ ہے۔ جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔انہوں نے کہا کہ یہ واقعہ اس دن رونما ہوا ہے۔ جب مجلس عمل نے پاکستان بھر میں توہین قرآن کے حوالے سے احتجاجی مظاہروں کا اعلان کر رکھا تھا۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہ واقعہ احتجاجی مظاہروں کو سبوتاژ کرنے کی بھونڈی اور ناکام کوشش ہے۔احرار رہنماؤں نے کہا کہ انتہائی اہم اور سیکورٹی کے اعتبار سے حساس ترین علاقے میں اس طرح بم دھما کا ہونا اور اس میں کئی بے گناہوں کی جانوں کا چلے جانا حکومتی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے۔احرار رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ بم دھماکے کے ذمہ دار افراد کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ یہ بم دھما کا نائب امریکی وزیر خارجہ کرسٹینا روکا کی اسلام آباد موجودگی میں ہوا ہے۔انہوں نے کہا کہ پرامن حالات کو بگاڑنے میں بیرونی قوتوں کی سازشوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔انہوں نے کہا کہ حالیہ بم دھماکے کو فرقہ وارانہ دہشت گردی کا رنگ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔حالانکہ اس کے ذمہ دار وہ بیرونی سازش گر ہیں جنہوں نے ملک کو یرغمال بنا رکھا ہے۔

● توہین قرآن پر سزائے موت کا قانون بنایا جائے

لیاقت پور ضلع رحیم یار خان (یکم جون) مجلس احرار اسلام لیاقت پور کے امیر قاری ظہور الرحیم عثمانی نے کارکنان احرار سے خطاب کرتے ہوئے حکام بالا سے مطالبہ کیا کہ توہین رسالت کی طرح توہین قرآن کے مجرم کیلئے بھی سزائے موت کا قانون بنایا جائے۔قادیانیوں اور دوسرے کسی بھی غیر مسلم کو قرآن کی اشاعت کی اجازت نہ دی جائے۔ عربی متن کے بغیر تمام تراجم کو ضبط کیا جائے۔انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو صرف احتجاج پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس سلسلے میں عملی اقدام کرنے کی اشد ضرورت ہے، پوری دنیا میں مسلمان اس سلسلہ میں عملی اقدامات کیلئے جدوجہد کریں۔ موجودہ حالات میں ان کی اشد ضرورت ہے۔ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں کہ ٹل جائے۔یہ مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کا مسئلہ ہے۔چناب نگر میں قادیانی قرآن کی اشاعت کر کے اور اپنی کتب میں قرآنی آیات اور احادیث نبوی لکھ کر جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں' ان پر پابندی لگائی جائے۔اجلاس میں حافظ عبدالرحمٰن، حافظ محمد صدیق، محمد عثمان، محمد علی، عبدالرشید، محمد معاویہ

،محمد مغیرہ اور حسن معاویہ نے شرکت کی۔

● امریکی قید سے رہائی پانے والے مجاہدین کی حراست قابل مذمت ہے: سید عطاء المہیمن بخاری

لاہور (۱۲ر جون) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے گوانتانا موبے اور افغانستان سے امریکی فوج کی قید سے رہائی پانے والے مجاہدین کو پاکستانی جیلوں سے رہا نہ کرنے پر حکومت کے فیصلے کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ تفتیش کے باوجود ۲۰۴ مجاہدین جنہیں پاکستان کی قید میں رکھا گیا ہے' انصاف اور قانون کے خلاف ہے۔۔انہوں نے کہا کہ حکومت امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس حد تک نہ جائے کہ اپنے عوام حکومت کے خلاف نفرت کے اظہار کے لیے سڑکوں پر نکل آئیں۔

● مرزا قادیانی شیطانی قوتوں کا آلۂ کار تھا۔ مرزائی' اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں

جلال پور پیروالہ (۱۵ر جون) ختم نبوت محمد رسول اللہ ﷺ کا اعزاز ہے اس کا دفاع مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کفر و شرک سے ٹکرانے اور ہدایت پھیلانے کے لیے ہوئی ہے۔ مرزا قادیانی شیطانی قوتوں کا آلہ کار اور گمراہی کا علمبردار تھا۔ مرزا قادیانی نبی تو درکنار دائرہ انسانیت سے بھی خارج تھا۔ یہ گمراہ ٹولہ اسلام دشمنی کے ساتھ ساتھ ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ ان کو کلیدی عہدوں سے ہٹانا ملکی سلامتی کے لیے ضروری ہے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام تحصیل جلال پور پیروالہ کے ناظم اعلیٰ محمد عبدالرحمٰن جامی نقشبندی نے ماہانہ اجلاس میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حکمران روشن خیالی کے نام پر ملک میں فحاشی اور عریانی کو فروغ دے رہے ہیں جسے کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان رحمت دو جہاں سرور کائنات معلم انسانیت ﷺ کی سیرت طیبہ پر عمل کر کے ہی دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ امیر المؤمنین خلیفہ عادل و راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فتوحات اور کارناموں سے بدحواس ہو کر' بغض معاویہ کی مرض میں مبتلا ہیں اور صحابہ دشمنی میں اُن پر کیچڑ اچھال رہے ہیں۔ ان کو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا یہ قول یاد رکھنا چاہیے ''ایک شخص نے دریافت کیا کہ یزید پر لعنت کرنا کیسا ہے؟ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا اس شخص کے لیے جائز ہے جس کو معلوم ہو کہ میرا خاتمہ اس سے اچھا ہوگا'' آپ نے تو یزید پر لعنت کرنے والوں کو یہ جواب دیا لیکن حیرت ان پر ہے جو کاتب الوحی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر کیچڑ اچھال کر اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

● امریکہ کے خلاف ساہیوال میں احتجاجی مظاہرہ، امریکی پرچم نذرِ آتش

ساہیوال (۱۹ر جون) امریکہ اور اسرائیل میں قرآن کی بے حرمتی کے خلاف جمعیت اہلسنت والجماعت ضلع ساہیوال کے زیر اہتمام ساہیوال میں زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا اور امریکی پرچم نذرِ آتش کئے گئے۔ چیچہ وطنی، اوکاڑہ،

نوشہرہ، نورشاہ، ملکہ مانس اور پاکپتن سمیت متعدد شہروں سے بڑے قافلوں نے مظاہرے میں شرکت کی۔ جبکہ مدارس دینیہ کے اساتذہ وطلباء، دینی جماعتوں کے کارکنوں اور شہریوں نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ تفصیلات کے مطابق مظاہرہ صبح دس بجے قدیم دینی درسگاہ جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی سے شروع ہوا اور نہایت پرشکوہ انداز میں انتہائی منظم طور پر امریکہ واسرائیل اور پاکستانی حکمرانوں کے خلاف سخت نعرے بازی کرتا ہوا غلہ منڈی، پل بازار، پاکپتن بازار، صدر بازار اور ہائی سٹریٹ سے ہوتا ہوا جوگی چوک پہنچا جہاں تپتی دھوپ میں بہت بڑے جلسہ عام کی شکل اختیار کر گیا۔ شرکاء جلوس ''امریکہ کا جو یار ہے غدار ہے غدار ہے، حرمت قرآن پر جان بھی نثار ہے، اسلام کا دشمن امریکہ، انسان کا دشمن امریکہ، قرآن کا دشمن امریکہ، امریکی کتو پاکستان سے نکل جاؤ'' جیسے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ شرکاء جلوس سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر سید امیر حسین گیلانی، مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، جمعیت اہلسنت والجماعت کے امیر قاری منظور طاہر، مولانا کلیم اللہ رشیدی، قاری سعید ابن شہید، مفتی عثمان غنی، مولانا محمد احمد رشیدی، مولانا عبدالباقی، قاری محمد طاہر رشیدی، ماسٹر عبدالفتاح، مولانا شکیل احمد، مولانا شیرازی اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا جبکہ مظاہرے کی قیادت کرنے والوں میں مقررین کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قاری عبدالجبار، عبدالرزاق مجاہد، دارالعلوم ختم نبوت کے صدر قاری محمد قاسم، قاری زاہد اقبال، قاری ممتاز احمد، حافظ محمد یونس اور مدارس دینیہ کے دیگر ذمہ داران شامل ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ سات سو سے زائد شہری گرفتار کر کے امریکی حکام کے حوالے کرنیوالے حکمران ہوش کے ناخن لیں اور فرعون ونمرود کا کردار ادا کرنے والے امریکہ اور طاغوت کے سامنے ڈٹ جائیں۔

● مولانا محمد اسحاق ساقی پر قادیانی غنڈوں کے قاتلانہ حملے کی مذمت

ملتان (۲۱ رجون) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد، سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس اور مولانا محمد مغیرہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بہاول پور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی پر قادیانی غنڈوں کے قاتلانہ حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی غنڈہ گردی اور دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ حکومت قادیانیوں کو کھلا میدان فراہم کررہی ہے' جہاں وہ من مانیاں کررہے ہیں۔ ایسے حالات وواقعات ملک میں اشتعال اور بدامنی کو ہوا دینے کے مترادف ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی کا نتیجہ ہے کہ مجاہدین ختم نبوت پر قاتلانہ حملے ہو رہے ہیں جو کسی صورت برداشت نہیں کئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے کی بجائے دہشت گرد قادیانیوں کو لگام ڈالیں اور قادیانی غنڈہ گردی بند کرائیں۔ احرار رہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ حملہ آور قادیانی غنڈوں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے اور اگر قادیانیوں کی غنڈہ گردی نہ روکی گئی تو حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

ادارہ

اخبارالاحرار

مجلس احرار ہند کی سرگرمیاں

● امریکی افواج کی طرف سے قرآن کریم کی بے حرمتی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی

لدھیانہ (الاحرار) گوانتاناموبے میں قید مجاہدین سے تفتیش کے دوران قرآن کریم کی بے حرمتی کرنے والے امریکی فوجی افسران کی حرکت سنگین جرم ہے۔ مجلس احرار ہند کے ترجمان عتیق الرحمٰن لدھیانوی نے کہا کہ مسلمان امریکہ کی اس حرکت کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ بش حکومت شروع سے ہی دنیا بھر میں اسلام مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ مسلمانوں کو پریشان کرنا اور اسلام کی توہین امریکی حکومت کا ایجنڈہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ مجلس احرار ہند سرکش امریکی فوجیوں کی اس حرکت کی سخت مذمت کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی حکومت پوری دنیا کو جنگ کی طرف دھکیل رہی ہے۔ پوری دنیا پر امریکی قبضے کا خواب دیکھنے والے بش جنگ کو مذہب سے جوڑ کر سنگین غلطی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کریم کی بے حرمتی کر کے امریکی فوجیوں نے اللہ تعالیٰ کے قہر کو دعوت دی ہے۔ جس سے سنگین نتائج سامنے آئیں گے۔ عتیق الرحمٰن لدھیانوی نے مسلمانوں کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ اسلام دشمن طاقتوں اور ان کی اوچھی حرکتوں کا مکمل قوت سے مقابلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ یہ دور اسلام کے ماننے والوں کے لیے آزمائش کا دور ہے اور اہل ایمان اس میں ضرور سرخرو ہوں گے۔

● حضرت شیخ الحدیث علامہ انظر شاہ صاحب سے امیر احرار کی ملاقات

● شیخ مدظلہ نے تحفظ ختم نبوت کے لئے احرار کی کارگزاری پر اطمینان کا اظہار فرمایا

دیوبند (الاحرار) عالم اسلام کی معروف شخصیت دارالعلوم (وقف) دیوبند کے شیخ الحدیث اور مجلس احرار اسلام ہند کے سرپرست حضرت علامہ انظر شاہ صاحب کشمیری مدظلہ سے دیوبند میں امیر احرار مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی مدظلہ نے خصوصی ملاقات فرمائی جو مغرب تا عشاء جاری رہی۔ اس طویل ملاقات کے دوران حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے ملک بھر میں جاری تحفظ ختم نبوت کیلئے مجلس احرار اسلام ہند کی خدمات پر اطمینان کا اظہار فرمایا اور مزید رہنمائی فرماتے ہوئے چند ضروری ہدایات امیر احرار مدظلہ کو فرمائیں۔ حضرت شیخ علامہ انظر شاہ کشمیری نے فرمایا کہ اکابر کی جماعت مجلس احرار اسلام ہند نے جس تیزی کے ساتھ اس دور میں تحفظِ ختمِ نبوت کا کام کیا ہے، وہ لائق تحسین ہے۔ شیخ نے امیر احرار کو فرمایا کہ فتنہ قادیانیت میں پھنسے ہوئے بھولے بھالے لوگوں کو نکالنے کیلئے احرار اپنی کوششیں مزید تیز کریں اور

تمام مقامی زبانوں میں کثیر تعداد میں تحفظ ختمِ نبوت کے متعلق لٹریچر شائع کریں۔ قابل ذکر ہے کہ مجلس احرار اسلام ہند کے امیر اور رضا کار حضرت شاہ صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں تحفظ ختم نبوت کیلئے سرگرم عمل ہیں۔ گزشتہ دنوں حضرت شاہ صاحب کی جانب سے متعدد اجتماعات میں قادیانیوں کی جنگ آزادی میں انگریز نوازی کے متعلق پردہ فاش کرنے پر قادیانی جماعت پر بوکھلاہٹ طاری ہوگئی تھی۔

یاد رہے کہ جنگ آزادی ہند کے دوران مجلس احرار اسلام ہند کے سرپرست حضرت شاہ صاحب کے والد محدث العصر حضرت شیخ علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا شمار علامہ مرحوم کے سالاروں میں ہوتا تھا۔

متحدہ ہندوستان میں مجلس احرار اسلام ہند کے سرکردہ رہنماؤں میں سید الاحرار سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تقسیم کے وقت پاکستان ہجرت فرما گئے۔ شاہ صاحب نے پاکستان میں احرار کو از سر نو منظّم فرمایا اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے احرار کی قیادت ہندوستان میں فرمائی۔ رئیس الاحرار کے جانشین ہندوستان میں احرار کے مشن کو لے کر چل رہے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں شاہ صاحب کے جانشین احرار کی قیادت کر رہے ہیں۔ پاکستان احرار کے امیر حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے فرزند پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ ہیں۔

● مجلس احرار اسلام ہند کی خدمات ملت کیلئے باعثِ فخر ہیں

● دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن کا امیر احرار سے ملاقات کے دوران اظہارِ خیال

بجنور (الاحرار) مجلس احرار اسلام ہند کی خدمات ملت کیلئے باعثِ فخر ہیں، موجودہ احراریوں نے اپنے اکابر کی سنت کو نہ صرف زندہ کیا ہے، بلکہ ان کے صحیح جانشین ثابت ہوئے ہیں۔ تاج ختم نبوت کی حفاظت کیلئے احرار ہند کی جاں نثاری ناقابل فراموش ہے۔ ان خیالات کا اظہار دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن نے مجلس احرار اسلام ہند کے قومی صدر امیر احرار مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی سے ملاقات کے دوران فرمایا۔ قابلِ ذکر ہے کہ امیر مجلس احرار اسلام، بجنور کے اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے تھے۔

حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن نے فرمایا کہ ہم تحریک احرار کی مکمل تائید کرتے ہیں۔ یہ تحریک دین اسلام کے دفاع اور ختمِ نبوت کے تحفظ کیلئے سب سے نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے۔ مجاہد اسلام رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مرحوم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا کہ بانیٔ احرار صحیح معنوں میں اللہ کے سپاہی تھے۔ آپ نے تا زندگی حق گوئی سے کام لیا۔ دار و رسن کی سختیاں انگریزی تشدد بھی آپ کو متزلزل نہ کر سکا۔

انہوں نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا علماء لدھیانہ کے خانوادہ پر کرم اور فضل ہے کہ قادیانیت کے خلاف اوّل فتویٰ

تکفیر جاری کرنے والے لدھیانہ کے علماء کے جانشین آج بھی اپنے اکابر کی سنت کو زندہ کر کے قادیانیت کا تعاقب جاری رکھے ہوئے ہیں۔حضرت مہتمم صاحب نے فرمایا کہ ہماری دعائیں احرار کے ساتھ ہیں۔

● لدھیانہ سنٹرل جیل میں زیر تعمیر مسجد ختمِ نبوت کا امیر احرار مدظلہ نے دورہ کیا

● مسجد کی تعمیر یکم جون تک مکمل ہو جائے گی، تعمیری کام سرگرمی سے جاری

لدھیانہ (الاحرار) لدھیانہ سینٹرل جیل میں مقید مجلس احرار اسلام ہند کے اسیران ختم نبوت کی مسلسل کوششوں سے زیر تعمیر مسجد ختم نبوت کا کام مکمل سرگرمی سے جاری ہے۔گزشتہ دنوں مجلس احرار اسلام ہند کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی مدظلہ نے سینٹرل جیل لدھیانہ میں جا کر زیر تعمیر مسجد کا معائنہ کیا۔امیر احرار نے مسجد کی زیر تعمیر خوبصورت عمارت کو دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور اپنے قیمتی مشوروں سے بھی نوازا۔اس موقع پر جیل سپریٹنڈنٹ شری کلدیپ سنگھ اور ڈپٹی جیلر ایس پی کھنہ نے امیر احرار مدظلہ سے ملاقات بھی کی۔جیل کے مسلمانوں نے امیر احرار مدظلہ کی آمد پر آپ کا پر تپاک استقبال بھی کیا۔

امیر احرار مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی کے ساتھ تشریف لانے والوں میں مسجد دومنزلی لدھیانہ کے امام و متولی قاری الطاف الرحمٰن لدھیانوی، جناب مجاہد طارق رحمانی کے نام قابل ذکر ہیں۔امیر احرار نے جیل کے مسلمانوں کی طرف سے مسجد میں خدمت اور کارگزاری کو قابل تحسین بتایا۔قابلِ ذکر ہے کہ مسجد ختم نبوت کا سنگ بنیاد امیر احرار مدظلہ نے ۱۸ فروری ۲۰۰۵ء کو اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔زیر تعمیر مسجد تقسیم ہند کے بعد جیل خانہ جات میں تعمیر ہونے والی اوّل مسجد ہے۔

● بجنور میں مجلس احرار اسلام ہند کی خصوصی میٹنگ

● امیر احرار مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی مدظلہ نے صدارت فرمائی

بجنور (الاحرار) مجلس احرار اسلام ہند کی ایک اہم میٹنگ نگینہ بجنور میں احرار کے قومی جوائنٹ سیکرٹری جناب علامہ منصور احمد بجنوری کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی جس کی صدارت امیر احرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ثانی لدھیانوی نے فرمائی۔

اس موقع پر شاعرِ احرار جناب علامہ منصور احمد بجنوری، ماسٹر خلیل الرحمٰن صاحب منیجر مسلم فنڈ بجنور، مولانا شفیع قاسمی صدر احرار ضلع بجنور، ڈاکٹر عزیز الرحمٰن احساس جنرل سیکرٹری بجنور احرار، نسیم احمد ستار جوائنٹ سیکرٹری بجنور احرار، مولانا جاوید صدر احرار نجیب آباد، مولانا محمد رفیع صاحب سیکرٹری احرار بجنور، جناب مولانا وکیل احمد شارب صدر لکھنؤ منڈل احرار، محمود احمد، سلیم احمد صاحب، مفتی شمس الدین صاحب خطیب جامع مسجد قاضی پارہ، محمد اکرام قاری

عبدالحلیم قاری عبدالحنان صاحب خطیب جامع مسجد مردہیگان بجنور، ماسٹر خلیل الرحمٰن ایڈیٹر اخبار فکر وعمل بجنور، وسیم احمد ایڈووکیٹ، قاضی طاہر علی صاحب، عبدالرشید صاحب، مشکور احمد، ایوب احمد، قاری نسیم احمد و دیگر اہم حضرات نے شرکت فرمائی۔

اس موقعہ پر مجلس احرار اسلام ہند کو یو پی میں مزید فعال جماعت بنانے پر غور و فکر کیا گیا، نیز ملک کی موجودہ صورتحال اور مسلمانوں کے حالات کے متعلق تبادلۂ خیالات کیا گیا۔ امیر احرار مدظلہ نے تمام شرکاء کو قوم میں جذبۂ حریت بیدار کرنے کیلئے منظم جدوجہد کرنے کی تلقین فرمائی۔

نیز قاری عبدالحنان صاحب کی رہنمائی میں جامع مسجد میں امیر احرار مدظلہ کا استقبال کیا گیا۔ جامع مسجد میں موجود کثیر تعداد میں فرزندانِ اسلام کو امیر احرار مدظلہ نے خطاب فرمایا۔ میٹنگ میں خصوصی طور پر لکھنؤ منڈل احرار کے صدر مولانا وکیل احمد شارب سیتاپوری، اترانچل احرار کے صدر قاری نسیم منگلوری اور لکھنؤ منڈل احرار کے جنرل سیکرٹری مولانا فضیل سیتاپوری موجود تھے۔

• تحفظِ ختم نبوت کے سلسلہ میں صدر احرار ہریانہ کا دورہ

انبالہ (الاحرار) مجلس احرار اسلام ہند صوبہ ہریانہ کے صدر مولانا نور محمد چندینی صاحب اور ان کے رفقاء نے گذشتہ دنوں انبالہ، چمکور صاحب، چنڈی گڑھ اور دیگر مقامات کا ہنگامی دورہ کیا۔ مولانا نور محمد چندینی نے اپنے اس دورے کا دوران عوام کو تحفظ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کے متعلق آگاہ کیا۔ صدر احرار ہریانہ اور ان کے رفقاء میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کیلئے سرگرم عمل ہیں۔ ہریانہ کے علاقہ میوات میں صدر احرار مولانا نور محمد چندینی اور دیگر علماء کرام کی کوششوں سے بڑی حد تک قادیانیت کے اثرات ختم ہو چکے ہیں۔

• مجلس احرار اسلام لکھنؤ منڈل میں مزید نامزدگیاں

لکھنؤ (الاحرار) مجلس احرار اسلام ہند حلقہ لکھنؤ منڈل کے صدر مولانا وکیل احمد قاسمی تمبوری نے بتایا کہ لکھنؤ منڈل احرار کا سرپرست حضرت مولانا رعایت علی صاحب قاسمی سیتاپوری کو تسلیم کرتے ہوئے مولانا مفتی شیث اللہ صاحب ہردوئی کو لکھنؤ حلقہ احرار کا ناظم، قاری محمد اسعد سیتاپوری کو شہر سیتاپور کا ناظم، مولانا محمد عثمان قاسمی کو لہرپور ضلع سیتاپور کا صدر احرار، مولانا محمد اقبال کو شہر للھیم پور احرار پارٹی کا صدر، مولانا محفوظ احمد قاسمی کو قصبہ ہرگاؤں کا صدر نامزد کیا گیا ہے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **حضرت مفتی کلیم اللہ صاحب رحمہ اللہ:**

ایک عالم باعمل جس نے تمام عمر علم دین کے درس و تدریس میں گزار دی۔ میلسی ضلع وہاڑی سے تعلق تھا اور ایک طویل عرصہ جامعہ تعلیم القرآن میلسی میں مدرس رہے۔ شہرت اور نام ونمود سے کوسوں دور گمنامی میں زندگی گزارنے والے اللہ تعالیٰ کے ایک صالح بندے تھے۔ کچھ عرصہ مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے معتمدین میں سے تھے۔ گزشتہ ماہ رحلت فرما گئے۔

● **ڈاکٹر منظور احمد صاحب مرحوم:**

مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن ڈاکٹر منظور احمد صاحب (ساکن عزیز قہم، متروضلع وہاڑی) ۱۴؍جون کو انتقال کر گئے۔ مرحوم چند برس سے عارضۂ قلب میں مبتلا تھے۔ وہ مجلس احرارِ اسلام کے ایک وفادار ایثار پیشہ اور مخلص کارکن تھے۔ انتہائی صالح اور بالغ نظر تھے۔ مجلس شوریٰ میں ان کی رائے اور مشورے کو ہمیشہ اہمیت دی گئی۔ ان کی نمازِ جنازہ امیرِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے پڑھائی۔

● **دختر قاری عبداللطیف صاحب (مدینہ منورہ):**

ہمارے دیرینہ کرم فرما محترم قاری عبداللطیف صاحب ملتانی (مقیم مدینہ منورہ) کی جوان بیٹی گزشتہ ماہ بجلی کا کرنٹ لگنے سے انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کے چار بچے ہیں۔ محترم قاری صاحب اور ان کے خاندان کو اس حادثہ سے شدید صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر عطاء فرمائے، آمین۔

● **کپتان فیض بخش مرحوم:**

تقسیم ہند سے قبل حضرت امیر شریعت سے تعلق قائم ہوا اور مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ کپتان اسی نسبت سے کہلائے کہ احرار رضا کاروں کو پریڈ کراتے تھے۔ طویل عمر پائی، گزشتہ ماہ ملتان میں انتقال ہوا۔

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت وایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں اراکین ادارہ تمام مرحومین کے لیے مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعائیں کرتے ہیں اور اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں۔

(ادارہ)

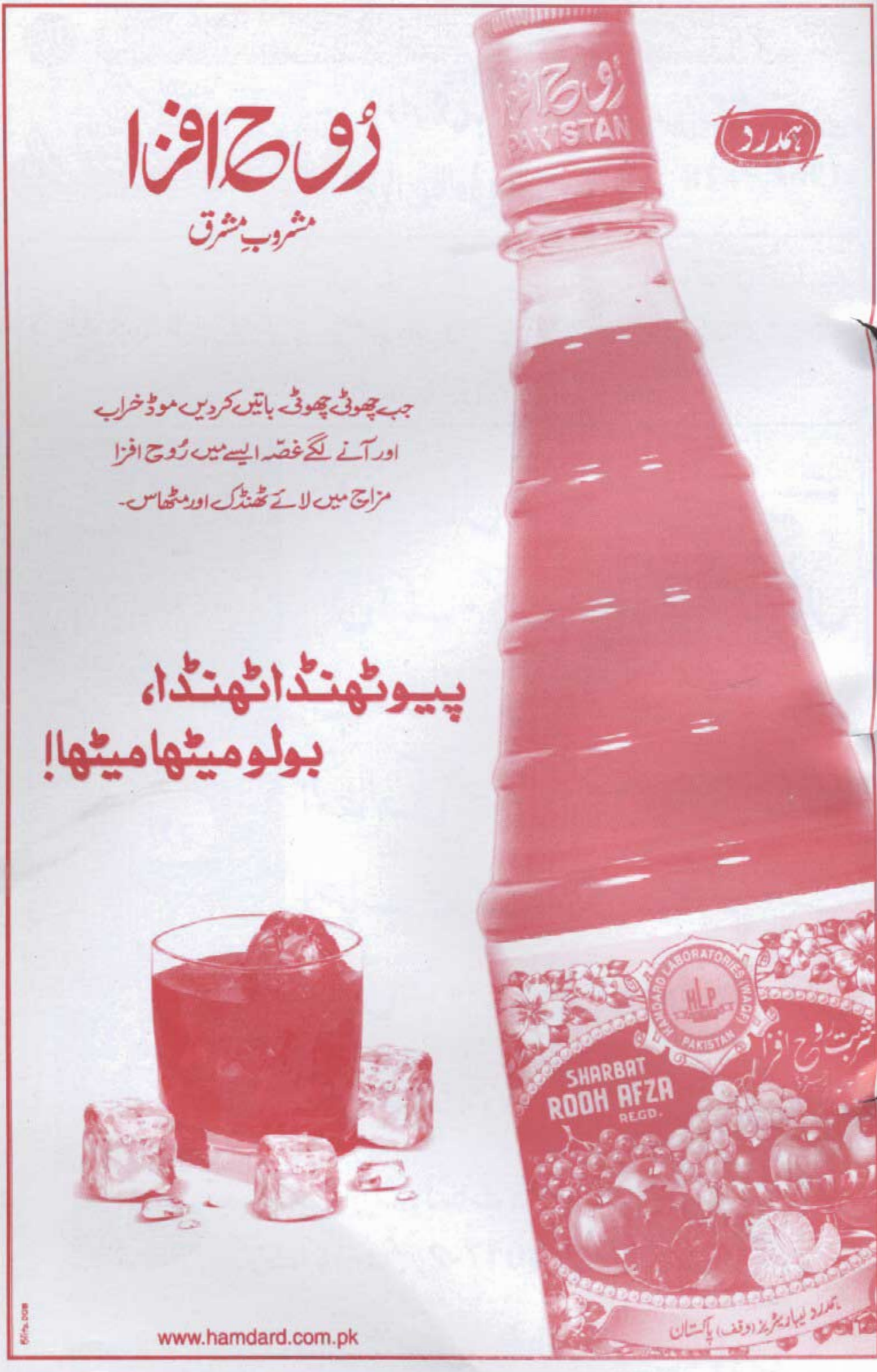
روح افزا
مشروبِ مشرق
ہمدرد
جب چھوٹی چھوٹی باتیں کردیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصّہ ایسے میں رُوح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔
پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
PAKISTAN
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
شربت روح افزا
ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان
www.hamdard.com.pk

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ — امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ : 28 نومبر 1961ء

الحمد للہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ وقرآن، درسِ نظامی اور پرائمری شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

دارالقرآن دارالحدیث دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کی تعمیر میں حصہ لیں

گزشتہ سال 2004ء میں مدرسہ سے ملحق ایک مکان خریدا گیا جس میں اب دارالقرآن، دارالحدیث اور دار المطالعہ کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ احبابِ خیر سے اپیل ہے کہ حسبِ سابق نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

Designed by الیاس 0300-7345096